چالان پرت اول

نمبر　　　　　　مورخه　　　　　　سنه ۱۹ ام

نام مجازاته ____________________

با ثبت ____________________

الزام جرم دفعه ____________________

[illegible]　　　　محاسب　　　　افسر محکمه

[illegible]

چالان پرت اول

نمبر　　　　　　مورخه　　　　　　سنه ۱۹ ام

نام مجازاته ____________________

با ثبت ____________________

الزام جرم دفعه ____________________

[illegible]　　　　محاسب　　　　افسر محکمه

[illegible]

عمر خیام

یعنی

اس نامور حکیم اور نجومی شاعر کی سوانح عمری اور

اوسکی

۵۰۰ رباعیات حروف تہجی کے التزام کے ساتھ

مرتبہ

منشی سجے نرائن صاحب ورما مالک رسالہ ناول لکھنؤ

ناظرین کی دلچسپی کے لئے

بتحفظ حقوق

مطبع منشی حسین الدین واقع لکھنؤ مین چھپا

دفتر رسالہ ناول امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لیے موجود ہین

تسخیر - شہر اور دیہات کی طرز معاشرت مین فرق - غریب دیہاتی کی وہ سادگی آمیز غلطیان جو انسے طرز معاشرت کے برتنے مین ہوجایا کرتی ہین - ہر ایک تمسخر آمیز اور ظرافت انگیز سین سے کشت زعفران ہوگا - اسمتھ کے ڈراماٹک اسٹوپس ٹو کانکر کا ترجمہ حجم ۹۶ صفحہ قیمت ۸/

دھوکا یا طلسمی فانوس - مسٹر رینالڈ کے ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جسمین عجیب دلاویز پیرایہ مین دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اسپر اعتبار کر کے رائے قائم نکرنا چاہیے مترجمہ اڈیٹر اودھ پنچ حجم ۲۰۰ صفحہ عا

روز الیٹ - انگلستان کے جادو نگار مسٹر ڈبلیو رینالڈس کے مشہور و معروف ناول کا ترجمہ جسمین ایک غیور نیک طینت حسن فروش پادری کی بیٹی کی سوانح عمری کچھ اس نصیحت آمیز موثر اور دلچسپ پیرایہ مین درج ہے کہ سارا ناول ختم نہو جائے طبیعت کو قرار نہ آئے - انگلستان کے امرا کا کچا چٹھا جوانی کا جوش حسن کی سفاکانہ کشش پھر اگر نتیجہ کو غور کیجیے تو سراپا نصیحت ہے ضرور ملاحظہ فرمایئے کامل دو حصون مین مجلد حجم ۳۵۶ صفحہ قیمت عہ

نیرنگ - مسٹر رینالڈ کے ناول فنشر مین کا ترجمہ خود غرضی اور وفاداری کی عکسی تصویر عاشق مزاجون کے لیے تیر کلید و دقیقہ سنجون کے لیے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ خیز - نارضامندی کی شادی کے نتائج حجم ۹۲ صفحہ قیمت ۱۰/

کارزار صلیبیہ یعنی داستان سلطنت بیت المقدس جسمین ملکی - مالی - تمدنی - اور اخلاقی حالات شاہان فرنگ اسلام - زنگی و سلجوقیہ - تاتاریون - مملوکیون - امرا اور انکے عیش و نشاط - عدالتون حاکمون - قوانین و رسم و رواج - رعایا تاجرون آلات حرب علوم و فنون علما کی کیفیتین علاوہ انکے جنگہای صلیبی کے اغراض نہایت دلچسپی کے ساتھ درج ہین با تصویر ٹی اے آر جے چارلس لتھرج کنگسفورڈ صاحب کی تاریخ کروسیڈس کا اردو ترجمہ تقریبا بیس جزو قیمت .... عہ

کلثوم - ایک حسین لڑکی کو اوسکے اصلی وارثون سے محروم رکھنے کی چالین لکھنؤ کی ایک لنگاڑی کی کارستانیان ۸/

زعفران زار - یعنی ان لاجواب مضامین کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے سالہائے ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء مین شایع ہوے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح رواں ہین - مردہ دلون کے ساتھ مسیحائی کرنا روتون کو ہنسانا اور ہنستون کو لوٹن کبوتر بنانا اس رسالہ کا ادنی کرشمہ ہے - قیمت ۸/

عمر خیام

عمر خیام سنہ عیسوی کے گیارھویں صدی کے اخیر نصف حصہ میں نیشاپور میں جو خراسان میں ہے پیدا ہوا تھا اور بارھویں صدی کے شروع چوتھائی حصہ میں اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ اسکی زندگی کے مختصر حالات دو اور شخصوں کے واقعات کے سلسلے میں جو اپنے زمانے میں بڑے مشہور و معروف شخص تھے ملے ہوئے ہیں۔ انہیں کا ایک اپنی دونوں کے قصہ کو بیان کرتا ہے۔ اسکا نام نظام الملک ہے اور وہ الپ ارسلان کا جو طغرل بیگ تاتاری کا بیٹا تھا اور ملک شاہ کا جو اسکا پوتا تھا وزیر اعظم رہا ہے۔ طغرل بیگ وہ شخص تھا جس نے فارس کو محمود اعظم کے کمزور جانشینوں سے چھین کر خاندان سلجوقیہ کی جسنے یورپ کو صلیبی جنگوں کے لیے ابھارا تھا بنیاد ڈالی۔ اس نظام الملک نے اپنی وصیت میں جسکو اسنے لکھکر یادگار کے لیے آیندہ مدبروں کے لیے چھوڑا ہے مندرجہ ذیل حالات بیان کیے ہیں جنکو میرخوند کی تاریخ اساسین سے کلکتہ ریویو نے اس طرح نقل کیا ہے۔

"خراسان کے بڑے جلیل القدر اور دانشمند لوگوں میں سے امام موفق نیشاپوری تھے جنکی ہر ایک بڑی عزت و حرمت کرتا تھا۔ خدا کی رحمت انکی روح پاک پر ہو۔ انکے جاہ و جلال کا زمانہ پچاسی برس سے زیادہ رہا تھا

اور عام طور سے لوگون کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے نے اُنکے پاس بیٹھکر قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہہ ناموری اور عزت کے درجہ تک پہونچا۔ اِسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالصمد کے ہمراہ مجھے طوس سے نیشاپور بھیجا تاکہ مین اِس بزرگ اُستاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم مین اپنے کو مصروف کرون۔ میری طرف ہمیشہ اُنکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُنسے از حد اُلفت اور خوش اعتقادی تھی۔ اِسطرح اُنکی خدمت مین مین نے چار سال گزارے۔ جب مین پہلے پہل وہان آیا تو مین نے دو اور نو وارد طالبعلمون کو پایا جو میرے ہی ہمعمر تھے۔ یہ حکیم عمر خیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونون کو خدا نے عجیب ذہن رسا اور ذاتی قابلیتین بخشی تھین۔ ہم تینون ایک دوسرے کے نہایت ہی بے تکلف دوست ہوگئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونون میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سُناتے۔ عمر نیشاپور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیون کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملحدانہ تھے۔ ایک دن حسن نے مجھسے اور خیام سے کہا کہ "یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہوکر رہین گے اب اگر ہم سب کو بھی وہ بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم مین سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت مین ہم مین کونسا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے؟" ہمنے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو اُسنے کہا کہ "اچھا اب ہمکو قسم کہانا چاہیے کہ جس کسی کے حصے مین یہ دولت و عزت پڑے وہ دوسرون کو اُسمین سے برابر برابر حصہ دے اور اپنی ذات کے لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے" ہم دونون نے جواب دیا کہ ہمین منظور ہے اور اِن شرائط پر ہمنے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کرلیا۔ زمانہ گزرتا گیا۔ مین خراسان سے ماوراء النہر گیا اور غزنی و کابل پھرتا پھراتا لوٹا اور ایک

عہدے پہ مقرر ہوگیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت مین مملکت کا تمام کاروبار میرے سپرد کیا گیا۔

" وہ بیان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گذر گئے اور اُسکے دونون مدرسے کے پڑاسنے دوستون نے اُسے ڈھونڈھ نکالا۔ وہ آکر اُسکی دولت حشمت مین اپنے حصون کے طلبگار ہوے جسکے زمانہ تعلیم مین انھون نے قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ حسن سلطنت مین ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اُسے عطا فرمایا لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے قانع نہ ہوکر وہ طرح طرح کی سازشون کی فکر مین جو الیشیا کی دربار کا خاصہ ہوتی ہین لگا رہنے لگا اور اپنے محسن کی بربادکرنے کی ایک کمینی کوشش مین ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت سے علٰحدہ کردیا گیا۔ بہت سی گردشون اور آوارگیون کے بعد حسن ایران کے اسماعیلیہ فرقہ کا سرگروہ بنگیا۔ یہ جاہل متعصب لوگون کی ایک جماعت تھی جو عرصہ دراز تک گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور پیدا اندیش طبیعت نے رہنمائی کرکے اُسکو ایک زبون رفتار ترقی کی چوٹی پر پہونچا دیا۔ سنہ ۱۰۹۰ء مین اُسنے الموت کا قلعہ جو صوبہ رودبار مین ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ بحیرۂ کاسپین کے جنوب کے پہاڑی ملکون مین واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گھر مین رہکر اوسنے صلیبیون مین "شیخ الجبل" کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیائے اسلام مین ایک ہیبت سی چھادی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسیسن جسکے معنی قاتل کے ہین اور جوکہ زمانہ حال کی یورپین زبانون مین اُنکی یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حشیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل دیوانے ہوجاتے تھے نکلا ہے یا اُس سلسلہ کے بانی کے نام سے ماخوذ ہے جسکو کہ ہمنے نیشاپور مین دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالبعلم تھا۔

" اُس قاتل کے خنجر کے شکارون مین سے اُسکا پرانا ہم مکتب دوست

اور عام طور سے لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے نے اُنکے پاس بیٹھکر قرآن
مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہہ ناموری اور عزت کے درجے تک
پہونچا۔ اسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالصمد کے ہمراہ مجھے طوس سے
نیشاپور بھیجا تاکہ میں اس بزرگ اُستاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم میں اپنے کو
مصروف کروں۔ میری طرف ہمیشہ اُنکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور
بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُنسے از حد اُلفت اور خوش اعتقادی تھی۔
اسطرح اُنکی خدمت میں میں نے چار سال گزارے۔ جب میں پہلے پہل وہان
آیا تو میں نے دو اور نوواردطالبعلموں کو پایا جو میرے ہی ہمعمر تھے۔ یہ حکیم
عمر خیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونوں کو خدا نے عجب ذہن رسا اور
ذاتی قابلیتیں بخشی تھیں۔ ہم تینوں ایک دوسرے کے نہایت ہی بے تکلف
دوست ہو گئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونوں
میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سناتے۔ عمر
نیشاپور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیوں
کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملحدانہ تھے۔ ایک دن
حسن نے مجھسے اور خیام سے کہا کہ "یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ
امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہو کر رہیں گے اب اگر ہم سب کو بھی وہ
بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم میں سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت میں
ہم میں کونسا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے؟" ہمنے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو
اُسنے کہا کہ "اچھا اب ہمکو قسم کھانا چاہیے کہ جس کسی کے حصے میں یہ دولت و عزت
پڑے وہ دوسروں کو اُسمیں سے برابر برابر حصہ دے اور اپنی ذات کے
لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے" ہم دونوں نے جواب دیا کہ ہمیں منظور ہے
اور ان شرائط پر ہمنے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کر لیا۔ زمانہ گزرتا
گیا۔ میں خراسان سے ماوراء النہر گیا اور غزنی و کابل پھرتا پھراتا لوٹا اور ایک

عہدے پر مقرر ہوگیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت مین مملکت کا تمام کاروبار اسیکے سپرد کیا گیا۔

" وہ بیان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گذر گئے اور اسکے دونون مدرسے کے پرانے دوستون نے اسے ڈھونڈھ نکالا۔ وہ آکر اسکی دولت وحشمت مین اپنے حصون کے طلبگار ہوے جسکی زمانۂ تعلیم مین انھون نے قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ حسن سلطنت مین ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اسے عطا فرمایا لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے قانع نہ ہوکر وہ طرح طرح کی سازشون کی فکر مین جو ایشیائی دربار کا خاصہ ہوتی ہین لگا رہنے لگا اور اپنے محسن کی برباد کرنے کی ایک کمینی کوشش مین ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ بہت سی گردشون اور آوارگیون کے بعد حسن ایران کے اسماعیلیہ فرقہ کا سرگروہ بنگیا۔ یہ جاہل متعصب لوگون کی ایک جماعت تھی جو عرصہ درازتک گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور بد اندیش طبیعت نے رہنمائی کرکے اسکو ایک زبون و فدوار ترقی کی چوٹی پر پہونچا دیا۔ سنلہ ع مین اسنے الموت کا قلعہ جو صوبہ رودبار مین ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ بحیرۂ کاسپین کے جنوب کے پہاڑی ملکون مین واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گڑھ مین رہکر اوسنے صلیبیون مین "شیخ الجبل" کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیاے اسلام مین ایک ہیبت سی چھا دی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسیسن جسکے معنی قاتل کے ہین اور جو کہ زمانۂ حال کی یورپین زبانون مین انکی سیاہ اعمالیون کے یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حشیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل دیوانے ہو جاتے تھے نکلا ہے یا اس سلسلہ کے بانی کے نام سے ماخوذ ہے جسکو ہمنے نیشاپور مین دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالبعلم تھا۔

" اس قاتل کے خنجر کے شکارون مین سے اسکا پرانا ہم مکتب دوست

نظام الملک بھی تھا۔

"عمر خیام بھی وزیر نظام الملک کے پاس اپنے حصّے پر حق جتلانے کو آیا لیکن اُسکا اِرادہ کوئی خطاب یا عہدہ حاصل کرنیکا نہ تھا۔ اُسنے کہا کہ سب سے بڑی نعمت جو تم مجھے دیسکتے ہو یہ ہے کہ اپنے اقبال کے سایہ مین مجھے کوئی جگہ ایسی عطا کرو جہان رہکر مین اپنے علم کے فوایدکو پھیلاؤن اور اوسے وسیع کرون اور تمھاری ترقی عمر و دولت کی دعا مانگتا رہون۔ وزیر کہتا ہے کہ جب اُسنے دیکھا کہ خیام اپنے اِنکار پر راسخ ہے تو اُسنے بھی اُسے زیادہ مجبور نہین کیا لیکن بارہ سو مثقال زر نیشاپور کے خزانے سے اُسکی پینشن مقرر کر دی۔ وہ کہتا ہے کہ نیشاپور مین عمر خیام اسی طرح رہا اور مر گیا۔ اور ہمیشہ ہر قسم کا علم حاصل کرنے مین مشغول رہا۔ خاصکر علم نجوم جسمین اُسنے بہت بڑی شہرت حاصل کی۔

"ملک شاہ کی سلطنت کے زمانہ مین وہ مرو مین آیا اور اپنے علمی کمالات کی وجہ بہت بڑا نام حاصل کیا۔ اور سلطان نے بھی خاص عنایتین اُسپر مبذول فرمائین۔

"ملک شاہ نے جب اِرادہ کیا کہ جنتری مین کچھ اصلاح کرے تو عمر خیام بھی اُن آٹھ بڑے بڑے عالمون مین سے تھا جو اِس کام کے لیے مقرر ہوے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ جلالی (جو بادشاہ کے ایک نام جلال الدین سے موسوم ہے) پیدا ہوا۔ گبن لکھتا ہے کہ یہ زمانہ کے شمار کا طریقہ جولین کے طریقے سے بھی بڑھ گیا اور گریگوری کے طریقے کے برابر صحت اور درستگی مین جا پہنچا۔ اُسنے چند نجوم کے خاکے جو زیج ملک شاہی کے نام سے مشہور ہین ترتیب دئے اور فرانسیسیون نے ابھی عربی مین اُسکے ایک الجبرے کی کتاب اور اُسکا ترجمہ چھاپا ہے۔

اُوسکا تخلص۔ (خیام) کے معنی ایک خیمہ بنانے والے کے ہین اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ یہی پیشہ کرتا تھا۔ شاید نظام الملک کی

فیاضی سے پہلے ہو جسنے کہ اُسے بعد مین آزادی اور استغنا کی حالت پر پہونچا دیا تھا۔ اسی طرح اور بہت سے ایرانی شاعرون نے اپنا تخلص اُسی پیشہ سے نکالا ہے جسے وہ کیا کرتے تھے مثلاً "عطار" جو دوا بیچنے والے کو کہتے ہین حضرت فریدالدین کا تخلص تھا "تمار" جسکے معنی تیلی کے ہین شمس الدین محمد تبریزی کا تخلص تھا عمر خیام اپنی ایک رباعی مین اپنے تخلص کی طرف اشارہ کرکے یہ کہتا ہے کہ "عمر خیام جسنے کہ سائنس اور علوم کے خیمے کو سیا ہے غم کی آگ مین گر پڑا اور جلگیا قسمت کی قینچی نے اُسکی زندگی کے خیمے کی طنابون کو کاٹ ڈالا اور امید کی دلال نے اُسے بالکل مفت بیچدیا"

اُسکی سوانح عمری مین سے ہمکو صرف ایک قصہ اور معلوم ہے جسکو ہم یہان بیان کرتے ہین۔ یہ ایک دیباچہ مین جو کبھی کبھی اُسکے اشعار کے ساتھ لگا ہوتا ہے لکھا ہوا ہے "پرانے لوگون کے واقعات مین یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دانشمندون کا بادشاہ عمر خیام نیشاپور مین سنہ ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) مین اس جہان سے رخصت ہوا۔ سائنس مین یہ اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور یہی اُسکی عمر کے کمالات مین سے ہے۔

خواجہ نظام سمرقندی جو اسکا ایک شاگرد تھا یہ قصہ بیان کرتا ہے۔

"مین اکثر ایک باغ مین اپنے اُستاد عمر خیام سے باتین کیا کرتا تھا ایکدن اُسنے کہا کہ میری قبر ایک ایسی جگہ پہ ہوگی کہ باد صبا گلاب کے پھولون کو لا لا کر اُسپر بکھیر دیا کریگی" اسپر مجھکو کچھ تعجب ہوا لیکن مین یہ بات جانتا تھا کہ یہ کوئی مہمل اور بے معنی الفاظ نہین ہین۔ کئی برس کے بعد جب مجھے نیشاپور جانیکا اتفاق ہوا تو مین اُسکے آخیر آرامگاہ پر پہونچا اور کیا دیکھتا ہون کہ وہ ایک باغ سے ملی ہوئی باہر کی طرف واقع ہے اور پھولون اور پھلون سے لدے ہوئے درخت دیوار سے باہر شاخین نکالے ہوئے اُسکی قبر پر پھول نثار کر رہے ہین یہانتک کہ قبر بھی انمین چھپ گیا ہے"

یہانتک کلکتہ ریویو سے نقل کیا گیا ہے۔ اسکا مصنف جسکو عمر خیام کی قبر کے

اِس قصّہ کو ہندوستان مین پڑھ رہا تھا توکسی نے اُسکے سسر وکا واقعہ یاد دلایا کہ اِسی طرح اُسے بھی آرشمیدس کی قبر سراقیوس مین گھاس اور پتون سے ڈھکی ہوئی ملی تھی۔

اگرچہ سلطان کی طرح طرح کی خسروانہ عنایتین اور مہربانیان عمر کے حال پر رہتی تھین۔ مگر اِسکی تقریر اور خیالات کی ابیقورس کی پیروُن کی سی شوخی اور بیباکی نے اِسے اپنی ہی زمانہ اور اپنے ہی ملک مین ہمیشہ ایک کجرو اور خود سر کے صورت مین لوگون کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ صوفیہ فرقے والے جنکی یہ ہمیشہ ہنسی اور مذمت کیا کرتا تھا اُسے بالخصوص خوف اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اِن لوگون کا مذہب اگر تصوف اور اسلام کے ظاہری اقرار کے پردے سے جسمین عمر خیام کسی طرح اپنے کو نہین چھپا سکتا تھا باہر نکالکر صاف روشنی مین دیکھا جاوے تو اسکے اصول اور طریقے سے کہین کم ظاہر ہوگا۔ اِسکے شاعرون نے جسمین (علاوہ فردوسی کے) حافظ بھی شامل ہین اور جو ایران مین کثرت سے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام کے خیالات اور مضامین سے بہت کچھ اخذ کیا ہے لیکن تصوف کے رنگ مین لیجاکر اور اُن لوگون کے مذاق کے موافق بناکر جو اُسکے صوفیانہ معنی لیتے ہین اپنے طرز مین بیشک خوب پھلے پھولے ہین۔ وہ لوگ جنسے اُنکا خطاب ہے اُسیقدر جلدی توہم اور اشتباہ کو قبول کرلینے والے ہین جسقدر جلدی ایمان کے طریقے یا کسی اور عقیدے کو اور اُسیقدر جلدی جسمانی لذائذ کو محسوس کرتے ہین جسقدر دماغی کو۔ اِن دونون قسم کی لذتون یعنی جسمانی اور دماغی کو وہ ایکجا کرکے اِسقدر محظوظ ہوتے ہین کہ کبھی تو نہایت آزادی اور جوش مسرت سے اپنے شاعرانہ تلازمون کے بازوؤن پر سوار ہوکر آسمان کی سیر کرتے ہین اور کبھی زمین پر آتے ہین اور کبھی اِس جہان مین گذر کرتے ہین اور کبھی دوسرے ہی جہان مین غائب ہوجاتے ہین اِسطرح سے کہ دونون جہانون مین اِنکا وجود

سمجھا جاسے۔ اِس بات مین عمر خیام کا دل اور اُسکا دماغ دونون آئنے کی طرح شفاف تھے۔ آپنے اِس خیال مین ناکامیاب ہوکر کہ انسان کے بھاگ سواے تقدیر کے اور کسی کے ہاتھ مین نہین ہے اور سواے اس جہان کے اور کوئی جہان نہین ہے اُنھے اسی عالم کے ظاہرا چیزون سے متمتع ہونے مین اپنی فلاح سمجھی اور اس بات کو سب پر مقدم سمجھا کہ دنیاوی لذائذ کے ذریعے سے روح کی تسکین اشیاے ظاہری کے موافق جیسی وہ دکھائی دیتی ہین کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ اُسکو بیفائدہ اضطراب اور تشویش کی حالت مین صرف اس خیال سے رہنے دینا چاہیے کہ اُن چیزون کے اور کیا معنی ہوسکتے ہین اور اُنسے کون سا نیا مطلب اور پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ اُسے کوئی دنیاوی لالچ یا طمع نہ تھی صرف یہ ہوسکتا ہے کہ اُسے جسمانی لذائذ کو دماغی قوتون کے لطف پر ترجیح دینے مین کسی قسم کے مسخرانہ یا ظریفانہ جیسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہون۔ اگرچہ اِس ترجیح مین اسی اُن سوالون کا جواب نہین ملا جنمین اِسے عام لوگون کی طرح دلچسپی تھی تاہم یہ ایک ایسی بات تھی جس سے اسے کچھ نہ کچھ خوشی ضرور ہوتی ہوگی

بہرحال جو کچھ وجہ قرار دیجاے عمر خیام اپنے ملک مین کبھی ہردلعزیز نہ ہوا اور یہی سبب ہے کہ اِسکی تصانیف دوسرے ملکون مین بہت کم پھیلین۔ اشعار کے نسخے چھپے اور ایشیائی قلمی نسخے ہوتے ہین جو حد سے زیادہ خراب اور خستہ ہوگئے ہون۔ خود مشرقی ممالک مین اسقدر کم ہین کہ باوجودیکہ آج مغرب مین علوم کا آفتاب چمک رہا ہے اور دیگر دست و بازو کے ذرائع درجہ کمال تک پہونچ گئے ہین تاہم چند ہی بمشکل وہانتک پہونچ سکے ہین۔ نہ تو انڈیا ہوس مین اسکا کوئی نسخہ ہے اور نہ پیرس کے ببلیو تھیک نیشنیل مین۔ انگلستان مین صرف ایک نسخہ نمبر ۱۴۰ نسخہ جات اوسلی مسٹر باڈلی کے کتبخانہ آکسفورڈ مین موجود ہے اور شیراز کا سنہ ۸۶۵ھ کا لکھا ہوا ہے جسمین صرف ۱۵۸ رباعیان ہین۔ ایک کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے لائبریری مین ہے جسمین رباعیون کی تعداد

بہت سی غلطیون اور تکرار کے بعد ۵۱۶ تک پہونچی ہے وان ہومر اپنے ایک نسخے کے متعلق کہتا ہے کہ اُسمین قریب ۲۰۰ کے رباعیان ہین اور ڈاکٹر اسپرنگر کی تحریر کے موافق لکھنؤ کے ایک نسخے مین اسکی دوچند ہین لیکن ابھی ایک نسخہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۶ع کا چھپا ہوا ملا ہے جسمین ۴۳۸ رباعیان ہین اور اسکے ضمیمہ مین ۵۴ اور مندرج ہین جو مختلف نسخون سے نقل کر کے جمع کی گئی ہین۔ کلکتہ اور آکسفورڈ کے نسخون کے کاتبون نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عہد کر کے لکھا ہے۔ ہر ایک نے ایک رباعی سے (بلا خیال اچھی یا بری کے) بلحاظ ابجد کے ترتیب کے ابتدا کی ہے۔ آکسفورڈ والا ایک عذریہ رباعی سے شروع کرتا ہے اور کلکتہ والے نے ایک شکوہ اور سرزنش کی رباعی سے ابتدا کی ہے جسکے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ (جیسا اُسکے حاشیہ پر درج ہے) کہ عمر خیام کا یہ خیال ایک خواب سے پیدا ہوا تھا جسمین اُسکی مان نے اُسکی آیندہ قسمت کے متعلق پوچھا تھا اُس رباعی کا مطلب یہ ہے "اے [illegible] توجہ یا ادل اُن لوگون کے لیے دکھتا ہے جو دوزخ مین جل رہے ہین جنکے شعلے جیسے تیری [illegible] اُنکی جگہ تجھے بھی کہنا پڑیگا۔ کبتک جلائے جائینگے اے خدا اُنپر رحم کر سے [illegible] تو کہان اُنہین سکھا سکتی ہے اور وہ کہان تیری بات سیکھ سکتے ہین"

مسٹر ولیمس باڈلی والی آکسفورڈ کے لائبریری مین جو نسخہ موجود ہے شروع کی رباعی ہمہ اوست کے مسئلہ کی تائید کرتی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے "اگر مین نے خود کسی سست مذہب یا طریقے پر رہکر نیکی کے جواہرون کو بہت ڈھیلا پرویا ہے تو صرف یہ ایک چیز میری نجات کے لیے شفیع ہوسکتی ہے کہ مین نے ایک کو دو کبھی نہین کہا"

ریویو نے جس سے مجھے عمر خیام کی زندگی کے حالات ملے ہین امرؤ القیس سے خیام کا بلحاظ جودت طبیعت اور خصائل کے اور بلحاظ حوادثات زمانہ کے جسمین ان دونون کی عمر گذری مقابلہ کر کے اپنے بیان کو ختم کیا ہے

وہ دونون بلاشبہ نہایت نازک ۔ مضبوط اور صاف اور اچھی طبیعت کی تھی دونون کے خیالات نہایت ستھرے ۔ اور دونون کے دل مین انصاف اور سچائی کی آرزو بھری ہوئی تھی ۔

جو حق بجانب اپنے ملک کے مذہب اور اُسکی پوچ اور باطل پیروی سے منحرف ہوے ہین ۔ لیکن جن اصولون کا اُنھون نے تہ و بالا کر دیا اُنکی بجاے وہ ایسی خوشی آیندہ اُمیدون کو اپنے دل مین جگہ نہین دیسکتے جسطرح سے اور لوگون نے کرکے اپنے واسطے ایک قانون بنا لیا ہے باوجودیکہ اُسکے پاس اِسلئے زیادہ اجبار موزونی کا کوئی ذریعہ نہین تھا ۔ سقر و کشش نے بیشک اُن تمام اسباب کے ساتھ جو اپی قورس نے اُسکے مہیا کر دیے تھے ایک بہت بڑی کل بنانے کے منصوبے سے جو کہ یک اُسکی دل مین پیدا ہوا تھا اپنے آپ کو کچھ اطمینان دے لیا تھا ۔ اور ایک ایسے قانون کے مطابق عمل کرتا تھا جس مین کچھ اجتہاد کی ضرورت نہین ۔ اسطرح سے کیا ابیقورسی درشتی وضع کے زہد کی طریقت کی تنگی مین اپنے دل کو جمع کر دنیا کے تھلی ذرا سے پر جبین کہ وہ خود ایک ایکڑ تھا غور کرنے کے لیے بیٹھا ۔ لیکن (جسطرح سے وہ خود روسن شبرون کی تعریف مین کہتا ہے) پردے کی زرد چمک نے جو دیکھنے والون کے اور سورج کے درمیان مین حایل ہونیکی وجہ سے تھی خود اُسکے اور اُسکے تمام گردوپیش والون کے رنگ کو بالکل خراب کر دیا ۔ خیام نے زیادتی ناامیدی یا کسی ایسے پیچ در پیچ طریقے سے بے توجہی اختیار کرنے کی وجہ سے جس کا نتیجہ بجز ایک مایوسی کی مجبوری کے اور کچھ نہ نکلا اپنے علم اور فہم دونون کو ایک ترش یا خوش مذاقی کے ساتھ عام بربادی کی حالت مین جو کہ اُنکی جھلکیون سے جو کسی طرح کافی نہین ہوتین وقتاً فوقتاً ظاہر ہو جاتی ہے پھینک دیا اور لذائذ نفسانی کو زندگی کا بہت بڑا مقصد قرار دیکر الوہیت کے خیالی مسائل ۔ قضا و قدر ۔ مادہ ۔ روح ۔ نیک و بد ۔ اور اسیطرح کے

اور مسئلون سے اپنا دل بہلایا کیا۔ یہ مسائل ایسے ہین جنکی ابتدا کرنا بمقابلہ انمین کمال حاصل کرنے کے زیادہ آسان ہے۔

اصل رباعیون کا جسطرح پر وہ ہین ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہین ہے ہر ایک مین چار چار مصرعے ہین اور گو کہ انکی بحر ان مختلف ہو لیکن برابری مین سب یکسان ہین۔ بعض وقت تو سب مصرعہ مقفا ہین مگر اکثر کا تیسرا مصرعہ غیر مقفا ہے اور کسیقدر یونانیون کی اس خاص قسم کی شاعری سے ملتا جلتا ہے جسمین ہر تیسرا مصرعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر کے تموج کو چوتھے مصرعے تک بڑھنے نہین دیتا اور جو لہر اسپر گرتی ہے اسے برابر اٹھا رہتا ہے۔ اس ایشیائی طرز و طریقے کے مصرعون کی صورت مین تمام رباعیان بترتیب ابجد ایک دوسرے کے بعد۔ کہین پر سنجیدہ اور کہین ظرافت آمیز آتی چلی آئی ہین۔ انگریزی مین جو اسکا ترجمہ ہوا ہے اسکی ترتیب انگریزی دیہاتی لطیفون کے طریقے پر ہے جسمین کہ شرابین پینا۔ خوشی منانا اسطرح کے مضامین کا ذرا کم خیال کیا گیا ہے جو کہ (صحیح ہو یا غیر صحیح) اصل کتاب مین بہت زیادہ لوازم کے ساتھ آئے ہین۔ لیکن نتیجہ دونون حالتون مین قابل افسوس ہے بلکہ زیادہ قابل افسوس شاید وہان پر ہے جہان کہ عمر خیام نہایت خودنمائی کے ساتھ اظہار کرتا ہے۔ ان سب سے بمقابلہ غصے کے رنج و غم کے آثار اسکی حالت مین بہت پاسے جاتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیرون کو تقدیر کی بیڑیون سے بیفائدہ آزاد کرنا چاہتا ہے اس خیال سے کہ روز فردا کی جھلک پر شاید کوئی صحیح نظر پڑ جاسے لیکن اسکے امروز ہی سے نجات نہین ملی (جسنے کہ بہت سے روز فردا کو اپنی چال مین تھکا دیا ہے) اور وہ اس حال مین یہ سمجھکر کہ یہی صرف ایسی زمین ہے جسپر کھڑا ہو کر وہ ذرا قدم ٹیک سکتا ہو پڑا رہ گیا ہے گو کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے اسپر سے اسکے پیر پھسل پھسل جاتے ہین۔

جس زمانہ مین کہ عمر خیام کی رباعیات کے اِس ترجمہ کی طبع ثانی تیار ہو رہی تھی مانشر نکولس فرانسیسی کانسل مقیم رشت نے ایک طہران کے چھپے ہوے نسخے کو جسمین چارسو چونسٹھ رباعیان تھین مع اپنے ترجمے اور حواشی کے نہایت عمدگی کے ساتھ چھپوایا تھا۔ مانشر نکولس جن کے مطبوعہ نسخے نے مجھے بہت سی باتون کا خیال دلایا اور نہ دوسرے ہی طرز کے امور کو ظاہر کیا عمر کو ابیقورس کے ڈھنگ پر جیسا کہ میرا خیال اُسکے لغوی معنون کو دیکھکر ہے نہین مانتا بلکہ وہ اوسے تصوف کے رنگ پر لیگیا ہے وہ کہتا ہے کہ شراب وساقی وغیرہ کی صورت مین جیسا کہ لوگ حافظ کی نسبت خیال کرتے ہین خیام کو خدا کا جلوہ نظر آتا تھا۔ مختصر یہ کہ اسے بھی وہ مثل اور دوسرے شاعرون کے ایک صوفی مزاج شاعر سمجھتا ہے لیکن مجھے اپنی راے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہین نے اِس راے کو بارہ برس سے زیادہ ہوے جب قایم کیا تھا اُسوقت سب سے پہلے عمر کو ایک ایسے شخص نے مجھے دکھلایا تھا جس کا مین جو کچھ مین نے علوم شرقی سے پڑھا ہے ہمیشہ اسلیے مرہون احسان رہونگا۔ اور اِس سے زیادہ اور علوم کا بھی اُسکا شکرگذار رہونگا۔ (کیونکہ جو کچھ اور مجھے علوم مشرقی سے آتا ہے وہ سب اُس ہی کے بدولت ہے) تو وہ عمر کے فہم و ذکا کا اِسقدر مداح تھا کہ اگر اُسکے امکان مین ہوتا تو اُسکے ایسے مطالب جیسے مانشر نکولس پیدا کرتے ہین بخوشی منظور کر لیتا مگر حقیقت مین وہ ایسا کبھی نہین کر سکتا تھا اور یہ بات اُسکے مضامین سے جو کلکتہ ریویو مین چھپتے رہتے ہین اور جنکا ایک بڑا حصہ ابھی ہمنے اوپر نقل کیا ہے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ اِس مین وہ فی نفسہ نظم سے اور شاعر کے اُن واقعات سے جو مبہم ہو گئے ہین بحث کرتا ہے۔

اگر مانشر نکولس کے اصول کے خلاف اور زیادہ ثبوت کی ضرورت ہو تو وہ اُس ہی کی طرز بیان سے جس مین وہ عمر خیام کی سرگذشت تحریر کرتا ہے معلوم ہو جائیگا جسمین اشعار کے مطالب سے جو حاشیہ پر درج ہین بالکل خلاف

باتین لکھی ہین (اُسکے دیباچے کے سولھوین اور ستھرھوین صفحون کو دیکھو) حقیقت ہین جبتک کہ عمر کے عذرخواہ مجھے آگاہ کرین مین بالکل نہین جانتا تھا۔ اُسکے نظم کو ایسے ایسے معنے پہنائے گئے ہین۔ کہ جس شراب کو حافظ نے پیا تھا اور اُسکی تعریف کی تھی وہ جو کچھ ہو مگر عمر نے جو شراب پی وہ انگور کے خالص عرق کی تھی۔ اُسے وہ نہ صرف جبکہ اپنے دوستون کے ساتھ عیش وطرب مین مشغول ہوتا استعمال کرتا تھا بلکہ (جیسا مانشر نکولس کہتے ہین) اِس غرض سے پیتا تھا کہ اپنے کو عبادت کے اُس جوش تک پہونچا دے جسے اور لوگ شور وشغب کرنے اور ہاتھ پیر مارنے سے بھی حاصل نہین کر سکتے۔ مگر اسپر بھی کتابین جہان کہین مے وساقی کا ذکر آیا ہے (اور یہ بکثرت ہے) مانشر نکولس نہایت ہوشیاری کے ساتھ اُسکی شرح لکھتے ہین خدا۔ مُقادِ مطلق وغیرہ وغیرہ۔ اور حقیقت ہین ایسی احتیاط کے ساتھ لکھتے ہین کہ خواہ مخواہ آدمی کو خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی اُس صوفی کے جس سے اُنھون نے اِن اشعار کو پڑھا ہے ہم مشرب اور ہم خیال ہوگئے ہین۔ ایک ایرانی طبعًا یہ چاہیگا کہ اپنے ملک کے ایک مشہور ومعروف شخص کو اِن الزامات سے بری رکھے اور اُسکی جانب سے عذرخواہی کرے اور ایک صوفی کی یہ غرض ہوگی کہ اُسے اپنے طریق مین داخل کرے جسمین کہ ایران کے بڑے بڑے شعرا شامل ہین۔

مانشر نکولس کے پاس اِس بات کی کونسی تاریخی سند ہے کہ خیام نے صوفیانہ خیالات پر اپنے آپ کو مشتمل کیا تھا؟ ہمہ اوست کے مسائل عقاید جسمانیت اور احتیاج کے اصول کچھ صوفیون یا اُنسے پہلے لقر وشئس یا اُس سے بھی پہلے ابیقورس کے ساتھ مخصوص نہین تھے۔ شاید کہ یہ ابتدائی فلسفیون اور فکر اور غور کرنے والے آدمیون کے بلا ارادہ اصول کے شروع ہی سے ماخذ رہے ہون اور بہت زیادہ ممکن ہے کہ یہ ایک ایسے فلسفی کے خود بخود پیدا ہونے والے خیالات کے مرکز ہون جو معاشرت اور تمدن کی جہالت کے ایسے زمانہ

مین پیدا ہوا تھا جس مین یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تمام دنیا کل بہتر مذہبون پر منقسم ہے۔ دان ہومر عمر خیام کو ایک آزاد خیال اور مذہب صوفی کا بہت بڑا مخالف بتاتا ہے شاید اسیلیے کہ اُسکے اصولون کو زیادہ اختیار کرتے وقت وہ کسی طرح سے ناموافق اخلاقی تشدد پر قایم رہنے کا دعویٰ کرنا نہین چاہتا تھا۔ سر ڈبلیو آوسلی نے بھی آکسفورڈ کے باڈلین کتب خانہ کے نسخے مین ایک سادے ورق پر تھوڑا سا اسی کے ہم معنی لکھا ہے اور مانسٹر نکولس کے مؤلفہ نسخے کی دو رباعیون مین تصوف اور صوفی کا نہایت اہانت کن نامون سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسمین شک نہین کہ انمین سے بہت سی رباعیون کا اگر اُنکے معنے صوفیانہ طریق پر نہ لیے جائین تو کوئی مطلب نہین پیدا ہو سکتا مگر بہت زیادہ اسطرح کے ہین کہ اگر انکے لفظی معنے نہ لیے جائین تو کسی طرح کچھ سمجھ مین نہین آسکتا۔ مثلاً اگر شراب علوی مانی جاے تو کسطرح سے جسم جب مردہ ہو گیا ہو تو اُس سے دھویا جا سکتا ہے؟ کیونکر مے کے قدحون کو جو مٹی کے بنے ہوے ہین کوئی مجذوب الوہیت کے شراب سے بھر دیگا۔ مانسٹر نکولس خود جہان کہین مشرقی اسرار آگئے ہین اور کسی خاص مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اُنکی تشریح کرتے ہین گھبرا گھبرا جاتے ہین مگر تاہم اُنکو پڑھنے والا سواے الوہیت کے اور کسی طرف منسوب نہین کرسکتا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ طہران کے نسخے مین بھی جیسا کہ کلکتہ کے کتب خانہ کے نسخے مین ہے بہت سی رباعیان جعلی ہین۔ اور خیام کی طرف غلط منسوب ہین۔ یہ رباعیین بالکل ایران کے معمولی قطعات یا معمولی رباعیون کے طرز پر ہین۔ لیکن اس سے بھی حقیقت مین جسقدر اس ایک بات کے متعلق معلوم ہوتا ہے اُسیقدر دوسرے کے بھی نہین بلکہ صوفی جو ایران مین ایک عالم اور منشی سمجھا جاتا ہے اُس نے ممکن ہے کہ بیفکری اور عیش پسندی کے مقابلے مین جو کچھ اُسکی طبیعت کے ایک

شاعر ہونے کی حیثیت سے زیادہ موافق ہوا ہو اُسے خواہ مخواہ اُس مین ٹھونس دیا ہو۔ مین نے معلوم کیا ہے کہ آکسفورڈ کے باڈلین کتبخانہ مین جو نسخہ ہے اُسمین ایسی رباعیان بہت کم ہین جو بالکل تصوف کے لباس مین ملبوس ہون۔ یہ نسخہ سب سے زیادہ پرانا ہے جسپر شیراز کی لکھی ہوئی تاریخ ۸۶۵ھ (سنہ ۱۴۶۰ء) موجود ہے۔ ایسی خاص بات کی وجہ سے عمر کو (مین اُسے —— نہین نہین سچی نہین —— مشہور نام لیکر یاد کرنے سے باز نہین رہ سکتا) اور دوسری شعرا سے امتیاز حاصل ہے۔ اس مین وہ خود بھی اورون کے ساتھ اپنے ہی ترانہ مین بیخود اور محو ہوکر آدمی کو ایک تمثیل بناکر کھڑا کرتا ہے اور اُسے ایک خیالی جامہ پہناتا ہے۔ ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی خود خیام ہے جو کہ اپنے تمام خواص طبیعت اور جذبات کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہے گویا کہ حقیقت مین ہم اور وہ ایک ہی میز پر جب کہ شراب کا دور چل چکا ہے نہایت آزادی اور بے تکلفی سے بیٹھے ہوئے ہین۔

مین بذات خود حافظ کی اِس صوفی تفسیر کا کبھی قائل نہین ہون۔ جہان تک کہ شاعر نے اپنی نظم کے شروع اور اخیر مین حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی شان مین سلام لکھا ہے اس مین ہمہ اوست کے مسئلہ کا ذکر کرنے اور اُسے اختیار کرنے مین بھی یہ نہین ظاہر ہوتا کہ کونسی قباحت ہوسکتی ہے۔ ایسی حالتون مین مولانا جلال الدین رومیؒ۔ ملا جامیؒ۔ حضرت فرید الدین عطار۔ اور اور شاعرون نے بھی نظمین لکھی ہین جنمین کہ اُنھون نے شراب اور حسن کو الوہیت کے بیان کرنے کے لیے (ذکر پردہ بناکر اُسے چھپانے کے لیے) ایک خیالی تصویر فرض کرکے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کوئی اور تمثیل جس مین غلطی سے یا غلطی استعمال کا کم گمان ہوتا شاید ایسی مستقل طبیعت والون کے لیے زیادہ مناسب ہوتی اور ایسی حالت مین اور بھی زیادہ مناسب ہوتی جبکہ بعض لوگون کے موافق حافظ اور خیام کے نزدیک شراب

اور حسن کا تصور لذائذ نفسانی کی خیالی تصویروں سے مشابہ بہت ہی نہیں بلکہ
مطابقت رکھتا ہے۔ یہ طریقہ زاہدوں اور ریاضت کرنے والوں کے لیے
خواہ مضر نہ ہو مگر اُنکے ایسے ابناے جنس کے لیے جو اُنسے بہت کمزور ہیں
زیادہ پرخوف وخطر ہے اور یہ طریقہ ریاضت جسکی اسطرح ابتدا کی گئی ہے جسقدر
بڑھتا جاتا ہے اُسی نسبت کے ساتھ ایک دنیادار اور ملحدانہ خیال والے
آدمی کے لیے اور زیادہ معرض خطر ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کس واسطے ہو؟
اسواسطے کہ لذائذ نفسانی کی ایسی خیالی تصویروں کیوجہ سے وہ مورد طعن
وتشنیع کیے جائیں اور خدا جوکہ اُن کی تعلیم کے موافق مادہ جسمانی اور روح
دونوں کہا جاسکتا ہے اگر اُسکی کنہ کے قریب تک بھی کوئی پہونچ سکے
تو فوراً یہ سب خیالی شکلیں ترک کردی جاسکتی ہیں۔ اُسی کی دنیا میں آدمی یہ
خیال کرتا ہے کہ وہ بعد مرنے کے جائیگا لیکن بلا کسی امید کے کہ جس عجز اور
انکساری سے وہ اِس جہان میں رہا ہے اُسکے عوض میں اُسے دوسرے
جہان میں کوئی اور پیچھے آنیوالی خوشی بھی میسر ہوگی۔

تفرد شمس کا نابینا خداوند حقیقت میں اُسیقدر نفس کشی کا مستحق ہے
جسقدر یہ صوفیاں کا اور غالباً اِس میں یہ بات بھی حاصل ہوگئی ہوگی۔ عمر خیام
کے اشعار کی ردیفت اگر "بیا کہ بخوریم" نہیں ہے تو یہ ضرور ہے "ہنوز شیشہ کہ
فردا زندہ نخواہیم ماند"۔ اور اگر حافظ کی مراد ایسی زبان سے اور ہی کچھ تھی
تو بیشک اُسنے اپنی فراست کا غلط اندازہ کیا دراں حالیکہ اُس نے اپنی عمر
اور دانائی کو ایسی مبہم اور پیچیدہ نظم آرائی میں صرف کیا جسکو کہ اُسکے زمانے
سے آجتک برابر پاک اور قدسی عابدوں کے علاوہ بھی ہر ایک شخص گا چکا ہے۔
مگر چونکہ سلسلہ بسلسلہ یہ خیال برابر چلا آیا ہے اور واقعی بعض علما کی بھی
یہی راے ہے کہ عمر خیام ایک صوفی (بلکہ درویش منش آدمی) تھا جو صاحب
چاہیں اُسکے مے اور ساقی کے اِسی طرح کے معنے سمجھ لیں۔ لیکن چونکہ

یہ بات تاریخ سے مانی گئی ہے کہ یہ ایک فلسفی اور عالمانہ نظر اور ایسی قابلیت
کا آدمی تھا جو اُسکے زمانے اور اُسکے ملک سے کہین دور تھی۔ اور دنیا کی تمنا
اُسے اسیقدر اعتدال کے ساتھ تھی جتنی ایک فلسفی کو ہونی چاہیے اور اوسکی
ضروریات بھی اسقدر معتدل تھین کہ مشکل سے ایک رند مشرب آدمی کے لیے
کافی ہوسکتی تھین اسلیے بعض پڑھنے والے میرے ہم خیال ہونگے کہ جبکہ
وہ شراب جسکا عمر تذکرہ کرتا ہے صرف انگور کا عرق تھی۔ اُسنے جسقدر کہ اُسے
پیا اُس سے زیادہ اُس مئے اقدس کے مقابلے مین تعلّی کی لی جسنے کہ اپنے
مطیعون اور پیکشون کو ایک نمایش اور تنفر کی حالت مین ڈبو دیا۔ فقط

رباعیات عمر خیام

۱ آمد سحری ندا ز میخانهٔ ما / کای رند خراباتی دیوانهٔ ما
برخیز که پر کنیم پیمانه ز می / زان پیش که پر کنند پیمانهٔ ما

۲ امشب بر ماست گر آوردی ترا / ور زیر پرده بدین دست گر آوردی ترا
نزدیک کسی که بیتو در آتش بود / چون پا و همین جست گر آوردی ترا

۳ این دهر که بود مدتی منزل ما / نامد بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما / رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

۴ ای خواجه یکی کام روا کن ما را / دم در کش و در کار خدا کن ما را
ما راست رویم ولیک تو کج بینی / رو چاره دیده کن رها کن ما را

۵ برخیز و بیا بیا برای دل ما / حل کن بجمال خویشتن مشکل ما
یک کوزه می بیار تا نوش کنیم / زان پیش که کوزه ها کنند از گل ما

۶ چون فوت شوم بباده شوئید مرا / تلقین ز شراب و جام گوئید مرا
خواهید بروز حشر یابید مرا / از خاک در میکده جوئید مرا

۷ چون عهده نمیشود کسی فردا را / حالی خوش کن این دل پر سودا را
می نوش بنور ماه ای ماه که ماه / بسیار بتابد و نیابد ما را

۸ عاشق همه ساله مست و شیدا بادا / دیوانه و شوریده و رسوا بادا
در هشیاری غصهٔ هر چیز خوریم / ور مست شویم هر چه بادا بادا

۹ عاقل بچه امید درین شوم سرا / بر دولت او نهد دل از بهر خدا
هر گاه که خواهد بنشیند از پا / گیرد اجلش دست که بالا بنما

۱۰ قرآن که همین کلام خوانند او را / گه گاه نه بر دوام خوانند او را
در خط پیاله آیتی روشن هست / کاندر همه جا مدام خوانند او را

۱۱ گر می نخوری طعنه مزن مستان را / گر توبه دهد توبه کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی که من می نخورم / صد کار کنی که می غلام است آن را

۱۲ هر چند که رنگ و بوی زیباست مرا / چون لاله رخ و چو سرو بالاست مرا

معلوم نشد که در طربخانهٔ خاک — نقاش من از بهر چه آراست مرا
از آتش ما و دود کجا بود اینجا — وز مایهٔ ما سود کجا بود اینجا
۱۳ آنکس که مرا نام خرابی کرده — در اصل خرابات کجا بود اینجا
بت گفت به بت‌پرست کای عابد ما — دانی ز چه روی گشته‌ای ساجد ما
۱۴ بر ما بجمال خود تجلی کرده است — آنکس که ز تست ناظر ای شاهد ما
تا بتوانی رنجه مگردان کس را — بر آتش خشم خویش منشان کس را
۱۵ گر راحت جاودان طمع میداری — میرنج همیشه و مرنجان کس را
ای کرده بلطف و قهر تو صنع خدا — در عهد ازل بهشت و دوزخ پیدا
۱۶ بزم تو بهشت است و مرا چیزی نیست — چون نیست که در بهشت ره نیست مرا
چندان بخورم شراب کین بوی شراب — آید ز تراب چون روم زیر تراب
۱۷ تا بر سر خاک من رسد مخموری — از بوی شراب من شود مست و خراب
در راه نیاز هر دلی را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
۱۸ صد کعبهٔ آب و گل به یکدل نرسد — کعبه چه روی برو دلی را دریاب
روزی که بدست برنهم جام شراب — وز غایت خرمی شوم مست و خراب
۱۹ صد معجزه پیدا کنم اندر هر باب — زین طبع چو آتش سخنهای چو آب
روزی که دو وصلتست می خور می ناب — کین عمر گذشته در نیابی دریاب
۲۱ دانی که جهان رو بخرابی دارد — تو نیز شب و روز همی باش خراب
ماییم نهاده سر بفرمان شراب — جان کرده فدای لب خندان شراب
۲۲ هم ساقی ما حلق صراحی در دست — هم بر لب ساغر آمده جان شراب
ماییم دمی و مطرب و این کنج خراب — جان و دل و جام و جامه در رهن شراب
۲۳ فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب — آزاد ز باد و خاک و آتش و آب
با بط میگفت ماهیی در تب و تاب — باشد که بجوی رفته باز آید آب
۲۴ بط گفت چو من و تو بگشتیم کباب — بعد از پس مرگ من چه دریا چه سراب
از منزل کفر تا بدین یکنفس است — وز عالم شک تا بیقین یکنفس است
۲۵ این یکنفس عزیز را خوش میدار — کز حاصل عمر ما همین یکنفس است

۲۵
ای چرخ فلک خرابی از کینهٔ تست
بیدادگری شیوهٔ دیرینهٔ تست
ای خاک اگر سینهٔ تو بشگافند
بس گوهر قیمتی که در سینهٔ تست

۲۶
این یک دو سه روزه نوبت عمر گذشت
چون آب بجویبار و چون باد بدشت
هرگز غم دو روز مرا یاد نگشت
روزی که نیامدست و روزی که گذشت

۲۷
آن لعل گران بها ز کانی دگرست
وان در یگانه را نشانی دگرست
اندیشهٔ این و آن خیال من و تست
افسانهٔ عشق از زبانی دگرست

۲۸
امروز که نوبت جوانی من ست
مینوشم از آنکه کامرانی من ست
عیبش مکنید اگرچه تلخ ست خوش ست
تلخ ست از آنکه زندگانی من ست

۲۹
ای دل چو نصیب تو همه خون شدنست
احوال تو هر لحظه دگرگون شدنست
ای جان تو درین تنم چه کار آمده
چون عاقبت کار تو بیرون شدنست

۳۰
امروز ترا دسترس فردا نیست
واندیشهٔ فردات بجز سودا نیست
ضایع مکن این دم ار دلت شیدا نیست
کین باقی عمر را بقا پیدا نیست

۳۱
از هرزه بهر دری نمی باید تاخت
با نیک و بد زمانه باید ساخت
از طاسک چرخ و کعبتین تقدیر
هر نقش که پیدا شود آن باید باخت

۳۲
این کوزه چو من عاشق زاری بودست
در بند سر زلف نگاری بودست
این دسته که در گردن او می بینی
دستیست که بر گردن یاری بودست

۳۳
پیش از من و تو لیل و نهاری بودست
گردنده فلک ز بهر کاری بودست
زنهار قدم بخاک آهسته نهی
کان مردمک چشم نگاری بودست

۳۴
بتخانه و کعبه خانهٔ بندگیست
ناقوس زدن ترانهٔ بندگیست
زنار و کلیسا و تسبیح و صلیب
حقا که همه نشانهٔ بندگیست

۳۵
بر لوح نشان بودنیها بوده است
پیوسته قلم ز نیک و بد آسوده است
اندر تقدیر هرچه بایست بداد
غم خوردن و کوشیدن ما بیهوده است

۳۶
با هر بد و نیک راز نتوانم گفت
کوته سخنم دراز نتوانم گفت
حالی دارم که شرح نتوانم داد
رازی دارم که باز نتوانم گفت

۳۷
با باده رهم قلب شبگیر و جفت
جا در دیر خرابخانه با پاک پرفت

پیر خرابات بمستی آمد گفت   می خور که بعمرها بسی باید خفت
با حکم قضا بجز رضا در نگرفت   با خلق بجز روی و ریا در نگرفت
هر حیله که در تصور عقل آید   ۳۸ کردیم ولیک با قضا در نگرفت
بیگانه اگر وفا کند خویش من است   ور خویش خطا کند بد اندیش من است
گر زهر موافقت کند تریاک است   ۳۹ ور نوش مخالفت کند نیش من است
پر خون ز فراقت جگری نیست که نیست   شیدای تو صاحب نظری نیست که نیست
با آنکه ترا اندی سر سودای کسی   ۴۰ سودای تو در هیچ سری نیست که نیست
تا هشیارم طرب ز من پنهان است   چون مست شدم در خردم نقصان است
حالیست میان مستی و هشیاری   ۴۱ من بنده آنکه زندگانی آنست
ترکیب پیاله که درهم پیوست   بشکستن آن کجا روا دارد مست
چندین سر و پای نازنین و کف و دست   ۴۲ از مهر که ساخت و بکین که شکست
ترس اجل و وهم فنا هستی تست   ورنه ز فنا شاخ بقا خواهد رست
تا از دم عیسوی شدم زنده بجان   ۴۳ مرگ آید از وجود من دست بشست
چون لاله بنوروز قدح گیر بدست   با لاله رخی اگر ترا فرصت هست
می نوش بخرمی که این چرخ کبود   ۴۴ ناگاه ترا چو باد گرداند پست
چون کار نه بر مراد ما خواهد رفت   اندیشه و جهد ما کجا خواهد رفت
پیوسته نشسته ایم از حسرت آنکه   ۴۵ دیر آمده ایم و زود میباید رفت
جانا ز بهر گنه این ماتم چیست   وز خوردن غم فائده بیش و کم چیست
آنرا که گنه نکرد غفران نبود   ۴۶ غفران ز برای گنه آمد غم چیست
در پرده اسرار کسی را ره نیست   زین تعبیه جان هیچ کس آگه نیست
جز در دل خاک تیره منزلگه نیست   ۴۷ افسوس که این فسانها کوته نیست
در عالم هیچ جا که منزلگه ماست   بسیار بجستیم بقیاسی که مراست
چون روی تو ماه نیست روشن گهرم   ۴۸ چون قد تو سرو نیست میگویم راست
در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت   ترسند ز دوزخ اند و جویای بهشت
آنکس که ز اسرار خدا با خبر است   ۴۹ زین تخم در اندرون خود هیچ نکشت

دنیا دیدی و هر چه دیدی هیچ است | وان نیز که گفتی و شنیدی هیچ است
٥٠ سرتاسر آفاق دویدی هیچ است | وان نیز که در خانه خزیدی هیچ است
در خواب بدم مرا خردمندی گفت | کز خواب کسی را گل شادی نشکفت
٥١ کاری چه کنی که با اجل باشد جفت | می خور که بزیر خاک می باید خفت
دل سر حیات اگر کماهی دانست | در موت هم اسرار الهی دانست
٥٢ اکنون که تو با خودی ندانستی هیچ | فردا که ز خود روی چه خواهی دانست
روزیکه شود اذا السماء انفطرت | واندم که شود اذا النجوم انکدرت
٥٣ من دامن تو بگیرم اندر عرصات | گویم صنما بای ذنب قتلت
سر از همه ناکسان نهان باید داشت | راز از همه ابلهان نهان باید داشت
٥٤ بنگر که بجای مردمان خود چه کنی | چشم از همه مردمان نهان باید داشت
ساقی چو زمانه در شکست من است | دنیا نه سرا چه نشست من و تست
٥٥ گر زانکه میان من و تو جام می است | سیدان یقین که حق بدست من و تست
عمری بگل و باده بسر گشتیم بگذشت | یک کار من از دو جهان راست نگشت
٥٦ از می چو نشد هیچ مرادی حاصل | از هر چه گذشتیم گذشتیم گذشت
می در کف من نه که دلم در تابست | وین عمر گریزپای چون سیمابست
٥٧ برخیز که بیداری دولت خوابست | دریاب که آتش جوانی آبست
ما کافر عشقیم و مسلمان دگر است | ما مور ضعیفیم و سلیمان دگر است
٥٨ از ما رخ زرد و جامه کهنه طلب | بازار چه قصب فروشان دگر است
می خوردن و شاد بودن آئین منست | فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
٥٩ گفتم بعروس دهر کابین تو چیست | گفتا دل خرم تو کابین من است
ساقی بحجره شد و خورد و گذشت | ایزد داند گل مرا از چه سرشت
٦٠ چون کافر درویشم و چون قحبه زشت | نی دین و نه دنیا و نه امید بهشت
رفتست بتنگ خانه ای ماند است | جز بانگ سبان تهی از او هیچ نرست
٦١ روبه بنشست و خواب خرگوش دید | آشوب پلنگ دارد و گرگ نشست
٦٢ هر سبزه که در کنار جوی رسته است | گوئی ز لب فرشته خوی رسته است

یاران بر سر سبزه پا بخواری ننهی
کان سبزه بخاک لاله روئی رسته ست

۶۳ هر دل که درو نور محبت بسرشت
گر ساکن مسجد است و گر ز اهل کنشت
در دفتر عشق هر که را نام نوشت
آزاد ز دوزخ است و فارغ ز بهشت

۶۴ یکجرعهٔ مے ز ملک کاؤس بہ است
وز تخت قباد و مملکت طوس بہ است
هر ناله که عاشقے بر آرد بسحر
از نعرهٔ زاهدان سالوس بہ است

۶۵ هرچند که از گناه بدبختم و زشت
نومید نیم چو بت پرستان ز کنشت
اما سحرے که میرم از مخموری
مے خواهم و معشوقه چه دوزخ چه بهشت

۶۶ مے خوردن من نه از برائے طرب است
نز بهر فساد و ترک دین و ادب است
خواهم که ز بیخودی بر آرم نفسے
مے خوردن و مست بودنم زین سبب است

۶۷ گویند که دوزخی بود مردم مست
قولیست خلاف دل درو نتوان بست
گر عاشق و مست دوزخی خواهد بود
فردا باشد بهشت همچون کف دست

۶۸ گویند مخور باده که شعبان نه رواست
نه نیز رجب که آن مه خاص خداست
شعبان و رجب ماه خدا هست و رسول
ما در رمضان خوریم کان خاصهٔ ماست

۶۹ آمد رمضان و سر بسر باده برفت
دور مے ناب و راح ساده برفت
هر باده که داشتیم ناخورده بماند
هر قحبه که یافتیم ناگاده برفت

۷۰ این کهنه رباط را که عالم نام است
آرامگه ابلق صبح و شام است
بزمیست که وا ماندهٔ صد جمشید است
گوریست که تکیه گاه صد بهرام است

۷۱ اکنون که گل سعادتت پربار است
دست تو ز جام مے چرا بیکار است
مے خور که زمانه دشمن غدار است
دریافتن روز چنین دشوار است

۷۲ آن قصر که بهرام درو جام گرفت
آهو بره کرد و شیر آرام گرفت
بهرام که گور میگرفتے بکمند
دیدی که چگونه گور بهرام گرفت

۷۳ ابر آمد و باز بر سر سبزه گریست
بے بادهٔ ارغوان نمی باید زیست
این سبزه که امروز تماشاگه ماست
تا سبزهٔ خاک ما تماشاگه کیست

۷۴ امروز که آدینه مراورا نام است
مے نوش کن از قدح چه جائے جام است
هر روز اگر یکقدحے مے خوردی
امروز دو خور که سید الایام است

آن باده که قابل صور هاست بذات — گاهی حیوان همی شود گاه نبات
تا ظن نبری که هست گردد هیهات — ٧٥ — موصوف بذاتست اگر نیست صفات

از آتش این طائفه جز دودی نیست — در هیچ کسم امید بهبودی نیست
دستی که ز دست چرخ بر سر دارم — ٧٦ — در دامن هر که میزنم سودی نیست

آنکس که بجملگی تو تکیه بدوست — گر چشم خرد باز کنی دشمن اوست
آن به که درین زمانه کم گیری دوست — ٧٧ — با اهل زمانه صحبت از دور نکوست

ای بیخبر این شکل مجسم هیچ است — وین طارم نه سپهر ارقم هیچ است
خوش باش که در نشیمن کون و فساد — ٧٨ — وابستهٔ یکدمیم و آن هم هیچ است

با مطرب و می حور سرشتی گر هست — با آب روان کنار کشتی گر هست
بهتر زین مطلب دوزخ فرسوده متاب — ٧٩ — حقا که جز این نیست بهشتی گر هست

پیری ز خرابات برون آمد مست — سجاده بدوش و کاسهٔ باده بدست
گفتم شیخا ترا چه حال آمد پیش — ٨٠ — گفتا می خور که کار عالم باد است

چون بلبل مست راه در بستان یافت — روی گل و جام باده را خندان یافت
آمد بزبان حال در گوشم گفت — ٨١ — دریاب که عمر رفته را نتوان یافت

خیام تنت بخیمهٔ ماند راست — سلطان روح است و منزلش دار فناست
فراش اجل ز بهر دیگر منزل — ٨٢ — ویران کند این خیمه چو سلطان برخاست

خیام که خیمه های حکمت میدوخت — در کورهٔ غم فتاد و ناگاه بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش ببرید — ٨٣ — دلال قضا برایگانش بفروخت

در فصل بهار با بتی حور سرشت — یک کوزهٔ می اگر بود بر لب کشت
هر چند بنزد عام بد باشد این — ٨٤ — از سگ بترم اگر کنم یاد بهشت

در جام طرب بادهٔ گلرنگ خوشست — با نغمهٔ عود و نالهٔ چنگ خوشست
زاهد که خبر ندارد از جام شراب — ٨٥ — دور از بر ما هزار فرسنگ خوشست

دوران جهان بی می و ساقی خوش نیست — بی زمزمهٔ نای عراقی خوش نیست
هر چند در احوال جهان می نگرم — ٨٦ — حاصل همه عشرتست و باقی خوش نیست

دریاب که از روح جدا خواهی رفت — در پردهٔ اسرار خدا خواهی رفت — ٨٧

نے خور که ندانی از کجا آمده
خوش باش ندانی که کجا خواهی رفت
رفتن چو حقیقت ست پس بودن چیست
راه طمع محال پیمودن چیلیست

۸۸ جائیکه بمصلحت نخواهند گذاشت
فارغ ز سفر بودن و آسودن چیست
عمریست که مداحی مے وردِ منست
و اسباب هست هرچه در گردنست

۸۹ زاهد اگر استاد تو عقلست اینجا
خوش باش که استاد تو شاگرد منست
فاسق خوانند مردمانم پیوست
من بیگنهم خیال شان بر من بست

۹۰ بر من بخلاف شرع اے اهل صلاح
جز خمر و لواطه و زنا جرم نه است
اگر در پئے شهوت و هوا خواهی رفت
از من خبرت که بینوا خواهی رفت

۹۱ بنگر چه کسی و از کجا آمده
میدان که چه میکنی کجا خواهی رفت
گردون کمرے ز عمر فرسودهٔ ماست
جیحون اثرے ز چشم پالودهٔ ماست

۹۲ دوزخ شررے ز رنج بیهودهٔ ماست
فردوس دمے ز وقت آسودهٔ ماست
من بندهٔ عاصیم رضائے تو کجاست
تاریک دلم نور و صفائے تو کجاست

۹۳ ما را تو بهشت اگر بطاعت بخشی
این مزد بود لطف و عطائے تو کجاست
من هیچ ندانم که مرا آن که سرشت
کرد اهل بهشت خوب یا دوزخ زشت

۹۴ جامے و بتے و بربطے بر لب کشت
این هر سه مرا نقد و ترا نسیه بهشت
من بیخورم و مخالفان از چپ و راست
گویند مخور باده که دین را اعداست

۹۵ چون دانستم که مے عدوے دین است
والله بخورم خون عدو را که رواست
نیکی و بدی که در نهاد بشر است
شادی و غمی که در قضا و قدر است

۹۶ با چرخ مکن حواله کاندر ره عقل
چرخ از تو هزار بار بیچاره تر است
تیریکه اجل کشد سپر را هیچست
ورزین کفشی نسیم و زر را هیچست

۹۷ چندانکه بهر نظاره ها در نگرم
هیچست که نیست وگر با هیچست
هر دل که در او مایهٔ تجرید کم است
بیچاره همه عمر ندیم ندم است

۹۸ جز خاطر فارغ که نشاطے دارد
باقی همه هرچه هست اسباب غم است
هر کو طربے ز عقل و در دل میکاشت
یکروز ز عمر خویش ضایع نگذاشت

۹۹ یا در طلب رضائے یزدان کوشید
یا راحت خود گزید و ساغر بر داشت

یزدان چو گلِ وجودِ ما را آراست　　دانست ز فعلِ ما چه خواهد برخاست
١٠٠ بی حکمش نیست هر گناهی که مراست　　پس سوختنِ قیامت از بهر چه خواست
یکشنبه شراب خورده باشی بهوست　　هان تا ندهی به روز آدینه ز دست
١٠١ در مذهب ما شنبه و آدینه یکیست　　جبار پرست باش نه روز پرست
یا رب تو کریمی و کریمی کرم است　　عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم است
١٠٢ با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم　　با معصیتم اگر ببخشی کرم است
هش دار که روزگار شور انگیز است　　ایمن منشین که تیغ دوران تیز است
١٠٣ در کام تو گر زمانه لوزینه نهد　　زنهار فرو مبر که زهر آمیز است
هر جا که گلی و لاله زاری بوده ست　　از سرخی خون شهریاری بوده ست
١٠٤ هر برگ بنفشه کز زمین می روید　　خالیست که بر رخ نگاری بوده ست
می لعل مذاب ست و صراحی کانست　　جسم ست پیاله و شرابش جانست
١٠٥ آن جام بلورین که ز می خندانست　　اشکی ست که خونِ دل درو پنهانست
می نوش که عمر جاودانی اینست　　خود حاصلت از دور جوانی اینست
١٠٦ هنگامِ گل ست و مل و یاران سرمست　　خوش باش دمی که زندگانی اینست
می خور که بزیر گل بسی خواهی خفت　　بی مونس و بی حریف و بی همدم و جفت
١٠٧ زنهار بکس مگو تو این رازِ نهفت　　هر لاله که پژمرده نخواهد بشگفت
گویند مرا چو سور با حور خوش ست　　من میگویم که آب انگور خوش ست
١٠٨ این نقد بگیر و دست از آن نسیه بدار　　کاواز دهل شنیدن از دور خوش است
دل گفت مرا علم لدنی هوس است　　تعلیم بکن اگر ترا دسترس است
١٠٩ گفتم که الف گفت دگر هیچ مگو　　در خانه اگر کس است یک حرف بس است
چون آمدنم بمن نبد روز نخست　　وین رفتن بی مرادِ عزمیست درست
١١٠ برخیز و میان ببند ای ساقی چست　　کاندوه جهان بمی فرو خواهم شست
تا چند زنم بروی دریا ها خشت　　بیزار شدم ز بت پرستان کنشت
١١١ خیام که گفت دوزخی خواهد بود　　که رفت بدوزخ و که آمد ز بهشت
١١٢ بر چهرهٔ گل نسیم نوروز خوش ست　　در صحن چمن روی دل افروز خوش ست

از دی که گذشت هرچه گویی خوش نیست
خوش باش و ز دی مگو که امروز خوش است
برخیز و بده باده چه جای سخن است
کامشب دهن تنگ تو روزی من است
۱۱۳ ما را چو رخ خویش می گلگون ده
کین توبهٔ من چو زلف تو پرشکن است
بر تر ز سپهر خاطرم روز نخست
لوح و قلم و بهشت و دوزخ می جست
۱۱۴ پس گفت مرا معلم از رای درست
لوح و قلم و بهشت و دوزخ با تست
آنرا که بر نهال تحقیق نرست
زانست که او نیست درین راه درست
۱۱۵ هرکس زده است دست در شاخه سیست
امروز چو دی شناس و فردا چو نخست
اکنون که جهان را بخوشی دست رسیست
هر زنده دلی را سوی صحرا هوسیست
۱۱۶ بر هر شاخی طلوع موسی دستیست
در هر نفسی خروش عیسی نفسیست
ای وای بر آن دل که درو سوزی نیست
سودازدهٔ مهر دل افروزی نیست
۱۱۷ روزی که تو بی عشق بسر خواهی برد
ضایع تر ازان روز ترا روزی نیست
از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت
ما را بگذاشت جست وجوی تو گرفت
۱۱۸ اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد
بوی تو گرفته بود خوی تو گرفت
با باده نشین که ملک محمود این است
وز چنگ شنو که لحن داود این است
۱۱۹ از آمده و رفته دگر یاد مکن هم
حالی خوش باش زانکه مقصود این است
ده عقل و زنه رواق و زهشت بهشت
هفت اختر و از شش جهت این نامه نوشت
۱۲۰ کز پنج حواس و چار ارکان و سه روح
ایزد بدو عالم چو تو یکتا نه سرشت
دیریست که صد هزار عیسی دیدست
طوریست که صد هزار موسی دیدست
۱۲۱ قصریست که صد هزار قیصر بگذشت
طاقیست که صد هزار کسری دیدست
سیم ار چه نمایهٔ خرد مستند انست
بی سیمان را باغ جهان زندانست
۱۲۲ از دست تهی بنفشه سر بر زانوست
وز کیسهٔ زر دهان گل خندانست
بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت
بس گل که بر آمد از گل و پاک بریخت
۱۲۳ بر حسن و جوانی ای پسر غره مشو
بس غنچهٔ ناشگفته بر خاک بریخت
جز حق حکمی که حکم را شاید نیست
هستی که ز حکم او برون آید نیست
۱۲۴ هر چیز که هست آن چنان می باید
آنچیز که آنچنان نمی باید نیست

این گنبد لاجوردی و زرین طشت   بسیار بگشتست و دگر خواهد گشت
یکچند ز انقضای دوران قضا   ما نیز چو دیگران رسیدیم و گذشت ۱۲۵
وارنده چو ترکیب طبایع آراست   از بهر چه اوفگندش اندر کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود   ور نیک نیامد این صور عیب کراست ۱۲۶
با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست   بد کی کند آنکه نیکیش عادت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو   با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست ۱۲۷
در چشم محققان چه زیبا چه زشت   منزلگه عاشقان چه دوزخ چه بهشت
پوشیدن بیدلان چه اطلس چه پلاس   زیر سر عاشقان چه بالین چه خشت ۱۲۸
بسیار بگشتیم بگرد در و دشت   اندر همه آفاق بگشتیم بگشت
از کس نشنیدیم که آمد زین راه   راهی که برفت راه رو باز نگشت ۱۲۹
آباد خرابات ز می خوردن ماست   خون دو هزار توبه در گردن ماست
گر من نکنم گناه رحمت که کند   رحمت همه موقوف گنه کردن ماست ۱۳۰
این هستی تو هستی هستی دگرست   وین مستی تو مستی مستی دگرست
رو سر بگریبان تفکر درکش   کین دست تو آستین دستی دگرست ۱۳۱
از فضل عنان بپیچ و در ساغر پیچ   از خلد و سقر بگذر و در کوثر پیچ
دستار قصب بباده بفروش و مترس   کم کن قصبی پس طرفی بر سر پیچ ۱۳۲
بنگر ز جهان چه طرف بربستم هیچ   در ماحصل عمر چیست در دستم هیچ
شمع طربم ولی چو بنشستم هیچ   من جام جمم ولی چو بشکستم هیچ ۱۳۳
چون جان بلب آمد چه نشاپور و چه بلخ   پیمانه چو پر شود چه شیرین و چه تلخ
می نوش که بعد از من و تو ماه بسی   از سلخ بغره آید از غره بسلخ ۱۳۴
ای عارض تو نهاده بر نسرین طرح   روی تو فگنده بر بتان چین طرح
وی غمزهٔ تو داده شه بابل را   اسپ و رخ و فیل و بیدق و فرزین طرح ۱۳۵
این قافلهٔ عمر عجب میگذرد   دریاب دمی که از طرب میگذرد
ساقی غم فردای حریفان چه خوری   پیش آر پیاله را که شب میگذرد ۱۳۶
آنکس که زمین و چرخ و افلاک نهاد   بس داغ که او بر دل غمناک نهاد ۳۷

بسیار لب چو لعل و زلفین چو مشک | در طبل زمین و حقهٔ خاک نهاد
ای بیخبران عشوهٔ دنیا مخرید | چون از همه حالهاے او باخبرید
۱۳۸ وین عمر عزیز خویش مدهید بباد | یاران طلب کنید وین باده خورید
ای همنفسان مرا ز مے قوت کنید | وین روے چو کهربا چو یاقوت کنید
۱۳۹ چون مرده شوم بمے بشوئید مرا | وز چوب رزم تخته تابوت کنید
آنروز که توسن فلک زین کردند | وآرایش مشتری و پروین کردند
۱۴۰ این بود نصیب ما ز دیوان قضا | ما را چه گنه قسمت ما این کردند
افسوس که نان پخته خامان دارند | اسباب تمام ناتمامان دارند
۱۴۱ چشم خوش ترکان بتماشا دلست | تلکیست که شاگرد و غلامان دارند
اکنون که دم ز عمر محروم نشد | کم بود ز اسرار که مفهوم نشد
۱۴۲ چون نیک همی بنگرم از روے خرد | عمرم بگذشت و هیچ معلوم نشد
آنقوم که سجاده پرستند خرند | زیرا که بزیر بار سالوس درند
۱۴۳ وین از همه طرفه تر که در پردهٔ زهد | اسلام فروشند و ز کافر بترند
آنکس که گنه بنزد او سهل بود | این نکته بگوید آنکه او اهل بود
۱۴۵ علم ازلی علت عصیان کردن | نزد یک حکیم غایت جهل بود
آورد باضطرابم اوّل بوجود | جز حیرتم از حیات چیزے نفزود
۱۴۶ رفتیم باکراه و ندانیم چه بود | زین آمدن و رفتن و بودن مقصود
اشک [illegible] حسرتم چو [illegible] گذرد | از آتش سینه آهم از سر گذرد
۱۴۷ لیکن شکسته بنده چون توبه کند | مخدوم بلطف خویش از سر گذرد
آنها که خلاصهٔ جهان ایشانند | بر اوج فلک براق فکرت رانند
۱۴۸ در معرفت ذات تو مانند فلک | سرگشته و سرنگون و سرگردانند
ایزد به بهشت وعده با ما میکرد | پس در دو جهان حرام مے را کے کرد
۱۴۹ شخصے ز عرب بیا قدح [illegible] کرد | پیغمبر ما حرام ہی بر وے کرد
اکنون که ز خوشدلی بجز نام نماند | یک همدم پخته جز مے خام نماند
دست طرب از ساغر مے باز مگیر | امروز که در دست بجز جام نماند

ای بس که نباشیم و جهان خواهد بود | نی نام ز ما و نی نشان خواهد بود
۱۵۰ زین پیش نبودیم و نبد هیچ خلل | زین پس چو نباشیم و همان خواهد بود

آنها که جهان زیر قدم فرسودند | و اندر طلبش هر دو جهان پیمودند
۱۵۱ آگاه نمیشوم که ایشان هرگز | زین حال چنانکه هست آگه بودند

افسوس که سرمایه ز کف بیرون شد | وز دست اجل بسی جگرها خون شد
۱۵۲ کس نامد از آنجهان که پرسم از وی | کاحوال مسافران عالم چون شد

این جمع اکابر که مناصب دارند | از غصه و غم ز جان خود بیزارند
۱۵۳ وانکس که اسیر حرص چون ایشانیست | زین طرفه که آدمیش می‌شمارند

این چرخ جفا پیشه عالی بنیاد | هرگز گره کار کسی را نگشاد
۱۵۴ هر جا که دلی دید که داغی دارد | داغ دگری بر سر آن داغ نهاد

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد | وین تازه بهار شادمانی طی شد
۱۵۵ آن مرغ طرب که نام او بود شباب | فریاد ندانم که کی آمد کی شد

با این دو سه نادان که جهان دارانند | از جهل که دانای جهان ایشانند
۱۵۶ خوش باش که از خری ایشان بمثل | هر کو نه خرست کافرش میدانند

پیوسته خرابات ز رندان خوش باد | در دامن زهد زاهدان آتش باد
۱۵۷ آن دلق بصد پاره و آن صوف کبود | افتاده بزیر پای دردی کش باد

تا چند اسیر رنگ و بو خواهی شد | چند از پی هر زشت و نکو خواهی شد
۱۵۸ گر چشمهٔ زمزمی وگر آب حیات | آخر بدل خاک فرو خواهی شد

تا یار شراب جانفزایم ندهد | صد بوسه فلک بر سر و پایم ننهد
۱۵۹ گویند که توبه کن اگر وقت آید | چون توبه کنم تا که خدایم ندهد

چون مرده شوم خاک مرا گم سازید | و احوال مرا عبرت مردم سازید
۱۶۱ خاک تن من بباده آغشته کنید | وز کالبدم خشت سر خم سازید

خیام اگرچه خرگه چرخ کبود | زد خیمه و در بست در گفت و شنود
۱۶۲ چون شکل حباب باده در جام وجود | ساقی ازل هزار خیام نمود

۱۶۳ خوش باش که غصه بیکران خواهد بود | بر چرخ قران اختران خواهد بود

خشتی که ز قالب تو خواهند زدن　　ایوان سرای دیگران خواهد بود
خرم دل آنکسی که معروف نشد　　در جبه و دراعه و در صوف نشد
۱۶۳ سیمرغ صفت بعرش پرواز کرد　　در کنج خرابهٔ جهان بوف نشد
حال گل و مل باده پرستان دانند　　نه تنگدلان و تنگدستان دانند
۱۶۴ از بیخبری بیخبران معذورند　　ذوقیست درین شیوه که مستان دانند
در میکده جز بمی وضو نتوان کرد　　وان نام که زشت شد نکو نتوان کرد
۱۶۵ خوش باش که این پردهٔ مستوری ما　　بدریده چنان شد که رفو نتوان کرد
دادم بامید روزگاری بر باد　　نابوده ز روزگار خود روزی شاد
۱۶۶ زان میترسم که روزگارم ندهد　　چندانکه ز روزگار بستانم داد
در عالم جان بهوش میباید بود　　در کار جهان خموش میباید بود
۱۶۷ تا چشم و زبان و گوش بر جا باشد　　بیچشم و زبان و گوش میباید بود
در دهر هر آن که نیم نانی دارد　　از بهر نشست آشیانی دارد
۱۶۸ نه خادم کس بود نه مخدوم کسی　　گو شاد بزی که خوش جهانی دارد
در ملک تو از طاعت من هیچ فزود　　وز معصیتی که رفت نقصانی بود
۱۶۹ بگذار و بگیر چونکه معلومم شد　　گیرندهٔ دیری و گذارندهٔ زود
دستی چو منی که جام و ساغر گیرد　　حیفست که او دفتر و منبر گیرد
۱۷۰ تو زاهد خشکی و منم فاسق تر　　آتش نشنیده ام که در تر گیرد
در دهر کسی بگلعذاری نرسید　　تا بر دلش از زمانه خاری نرسید
۱۷۱ در شانه نگر که تا بصد شاخ نشد　　دستش بسر زلف نگاری نرسید
در دست همیشه آب انگورم باد　　در سر هوس بتان چون حورم باد
۱۷۲ گویند مرا که ایزدت توبه دهاد　　او خود بدهد من نکنم دورم باد
رفتیم ز ما زمانه آشفته بجا ماند　　با آنکه ز صد گهر یکی سفته نماند
۱۷۳ افسوس که صد هزار معنی دقیق　　از بیخبری خلق ناگفته بماند
روزیست خوش و هوا نه گرمست و نه سرد　　ابر از رخ گلزار همی شوید گرد
۱۷۴ بلبل بزبان حال با گل زرد　　فریاد همی زند که می باید خورد

زان پیش که غمهات شبیخون آرند فرمای که تا باده گلگون آرند
تو زر نه‌ای ای غافل نادان که ترا در خاک نهند و باز بیرون آرند ۱۷۵

از آمدنم نبود گردون را سود وز رفتن من جاه و جلالش نفزود
وز هیچکسی نیز دو گوشم نشنود کین آمدن و رفتنم از بهر چه بود ۱۷۶

سرت همه دانای فلک میداند کو موی بموی و رگ برگ میداند
گیرم که بزرق خلق را بفریبی با او چه کنی که یک بیک میداند ۱۷۷

سودا زده را باده پر و بال بود می بر رخ خاتون خرد خال بود
ماه رمضان باده نخوردیم و برفت بارے شب عید ماه شوال بود ۱۷۸

شب نیست که عقل در تحیر نشود وز گریه کنار من پر از در نشود
پر می نشود کاسهٔ سر از سودا هر کاسه که سرنگون بود پر نشود ۱۷۹

طبعم بنماز و روزه چون مایل شد گفتم که مراد کلیم حاصل شد
افسوس که آن وضو ببادی بشکست وان روزه به نیم جرعهٔ می باطل شد ۱۸۰

طبعم همه با روی چو گل پیوندد دستم همه با ساغر مل پیوندد
از هر جزوی نصیب خود بردارم زان پیش که جزویم بکل پیوندد ۱۸۱

عشقی که مجازی بود آبش نبود چون آتش نیم مرده تابش نبود
عاشق باید که ماه و سال و شب و روز آرام و قرار و خورد و خوابش نبود ۱۸۲

عمرت تا کی بخود پرستی گذرد یا در پی نیستی و هستی گذرد
می نوش که عمری که اجل در پی اوست آن به که بخواب یا بمستی گذرد ۱۸۳

قومی ز گزاف در غرور افتادند واندر طلب حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پردها بردارند کز کوی تو دور دور دور افتادند ۱۸۴

گویند بهشت و حور عین خواهد بود وانجا می ناب و انگبین خواهد بود
گر ما می و معشوقه پرستیم رواست چون عاقبت کار همین خواهد بود ۱۸۵

گر باده بکوه بر زنی رقص کند ناقص بود آنکه باده را نقص کند
از باده مرا توبه چه میفرمائی روحیست که او تربیت شخص کند ۱۸۶

گه گه دل من درین قفس تنگ آید از بهر آب و گلش ننگ آید ۱۸۷

گفتم که بگر بشکنم این زندان را   پایم ز رکاب شرع بر سنگ آید
گویند که ماه رمضان گشت پدید   من بعد بگرد باده نتوان گردید
۱۸۸ در آخر شعبان بخورم چندان می   کاندر رمضان مست بیفتم تا عید
گر شربت عیش صاف باشد گه درد   گر پوشش ما پلاس باشد گه برد
۱۸۹ اینها همه سهل است بنزد عاقل   این واقعه سهل است که می باید مرد
کس مشکل اسرار ازل را نگشاد   کس یکقدم از نهاد بیرون ننهاد
۱۹۰ من بنگرم از مبتدی تا استاد   عجز است بدست هر که از مادر زاد
کم کن طمع جهان که باشی خرسند   از نیک و بد زمانه بگسل پیوند
۱۹۱ خوش باش چنانکه هست این دور فلک   هم بگذرد و نماند این دوری چند
کس را پس پردهٔ قضا راه نشد   وز سر قدر هیچ کس آگاه نشد
۱۹۲ هفتاد و دو سال فکر کردم شب و روز   معلوم نگشت و قصه کوتاه نشد
گویند بحشر گفتگو خواهد بود   وان یار عزیز تند خو خواهد بود
۱۹۳ از خیر محض جز نکوئی ناید   خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود
می خور که ز دل کثرت و قلت ببرد   و اندیشهٔ هفتاد و دو ملت ببرد
۱۹۴ پرهیز مکن ز کیمیایی که ازو   یکمن بخوری هزار علت ببرد
می گرچه حرام است ولی تا که خورد   وانگاه چه مقدار و دگر با که خورد
۱۹۵ هرگاه که این سه شرط شد راست بگو   گر می نخورد مردم دانا که خورد
من باده بجام یکمنی خواهم کرد   خود را بدو جام می غنی خواهم کرد
۱۹۶ اول سه طلاق عقل و دین خواهم داد   پس دختر رز را بزنی خواهم کرد
من می خورم و هر که چو من اهل بود   می خوردن او نزد خدا سهل بود
۱۹۷ می خوردن من حق ز ازل میدانست   گر من نخورم علم خدا جهل بود
میخواره اگر غنی بود عور شود   وز عربده اش جهان پر از شور شود
۱۹۸ در حقهٔ لعل زان زمرد ریزم   تا دیدهٔ افعی غمم کور شود
تا برده بتیغ در طلب شانهٔ چند   تنها ده زخود گذشتن برون گامی چند
۱۹۹ در کسوت خاص آمده ناسی چند   بدنام کنندهٔ نکونامی چند

وقتی که طلوع صبح ازرق باشد — باید که بکف جام مروق باشد
۲۰۰ گویند که حق تلخ بود در افواه — باید که بدین دلیل می حق باشد
وقتست که از سبزه جهان آرایند — موسی صفتان ز شاخ کف بنمایند
۲۰۱ عیسی صفتان ز خاک بیرون آیند — و ز چشم سحاب چشمها بگشایند
هان تا ننهی بر تن خود غصه و درد — تا هیچ کنی سیم سفید و زر زرد
۲۰۲ زان پیش که گرد و نفس گرم تو سرد — با دوست بخور که دشمنت خواهد خورد
هر جرعه که ساقیش بجام افشاند — در دیده گرم آتش غم بنشاند
۲۰۳ سبحان الله تو باده می پنداری — آبی که ز صد درد دلت برهاند
زاهد بکرم ترا چه ناشناسد — بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
۲۰۴ گفتی که گنه کنی بدوزخ برست — این را بکسی گو که ترا نشناسد
یاران چو باتفاق میعاد کنید — خود را بجمال یکدگر شاد کنید
۲۰۵ ساقی چو می مغانه بر کف گیرد — بیچاره فلان را بدعا یاد کنید
یکروز ز فلک کار مرا ساز نداد — هرگز سوی من دمی خوش آواز نداد
۲۰۶ یکروز دمی ز شادمانی نزدم — کان روز بدست صد غمم باز نداد
یکنان بدو روز اگر شود حاصل مرد — در کوزهٔ شکسته دهم آبی سرد
۲۰۷ محکوم کم از خودی چرا باید بود — با خدمت چون خودی چرا باید کرد
تا زهره و مه در آسمان گشت پدید — بهتر ز می لعل کسی هیچ ندید
۲۰۸ من در عجبم ز می فروشان کایشان — به زانچه فروشند چه خواهند خرید
آنانکه محیط فضل و آداب شدند — از جمع کمال شمع اصحاب شدند
۲۰۹ ره زین شب تاریک نبردند برون — گفتند فسانهٔ و در خواب شدند
هر صبح که روی لاله شبنم گیرد — بالای بنفشه در چمن خم گیرد
۲۱۰ انصاف مرا ز غنچه خوش می آید — کو دامن خویشتن فراهم گیرد
گردون ز سحاب نسترن می ریزد — گویی که شکوفه در چمن می ریزد
۲۱۱ در جام چو سوسن می گلگون ریزم — کز ابر بنفشه گون سمن می ریزد
۲۱۲ پیرانه سرم عشق تو در دام کشید — ورنه ز کجا دست من و جام نبید

آن توبه که عقل داد جانان بشکست　　وان جامه که صبر دوخت ایام درید
آن عمر که بهر عدم بیم آید　　آن بیم مرا خوشتر ازین بیم آید
۲۱۳ جانیست مرا بعاریت داده خدا　　تسلیم کنم چو وقت تسلیم آید
اجرام که ساکنان این ایوانند　　اسباب تردد خردمندانند
۲۱۴ هان تا سر رشته خرد گم نکنی　　کانان که مدبرند سرگردانند
آنها که فلک ریزهٔ دهر آرایند　　آیند و روند باز با دهر آیند
۲۱۵ در دامن آسمان و در جیب زمین　　خلقیست که تا خدا نمیرد زایند
آنها که اسیر عقل و تمییز شدند　　در حسرت هست و نیست تا چیز شدند
۲۱۶ رو باخبران و آب انگور گزین　　کاین بیخبران بغوره میویز شدند
آن عقل که در راه سعادت پوید　　روزی صد بار خود ترا می‌گوید
۲۱۷ دریاب تو این یکدمه وقتت که نه‌ای　　آن تره که بدروند و دیگر روید
ماه رمضان برفت شوال آمد　　هنگام نشاط و عیش و قوال آمد
۲۱۸ آمد گه آنکه خیکها اندر دوش　　گویند که پشت پشت حمال آمد
یاران موافق همه از دست شدند　　در پای اجل یگان یگان پست شدند
۲۱۹ بودند بیک شراب در مجلس عمر　　دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند
آنانکه بکهنه و بنو موصوفند　　دررده بکف آب و دو نان موقوفند
۲۲۰ گویند که شبلی و جنید یم همه　　شبلی نه ولی در کرخی معروفند
تا خاک مرا بقالب آمیخته‌اند　　بس فتنه که از خاک برانگیخته‌اند
۲۲۱ من بهتر ازین نمی‌توانم بودن　　کز بوته مرا چنین برون ریخته‌اند
آنها که کشنده نبید ناب اند　　وانها که بشب مدام در محراب اند
۲۲۲ بر خشک کسی نیست همه در آب اند　　بیدار یکیست دیگران در خواب اند
از آب عدم تخم مرا کاشته‌اند　　از آتش غم روح من افراشته‌اند
۲۲۳ سرگشته چو باد صبحدم گرد جهان　　تا خاک من از جای برداشته‌اند
چون نیست درین زمانه سودی ز خرد　　جز بیخرد از زمانه چیزی نخورد
۲۲۴ پیش آور از آنکه او خرد را ببرد　　تا بو که زمانه سوی ما به نگرد

چون شاهد روح خانه پرداز شود — هر جنس باصل خویشتن باز شود
۲۲۵ این ساز وجود چار ابریشم طبع — از زخمهٔ روزگار بی ساز شود

آنها که بکفر در معنی سفتند — در ذات خدا و نو سخنها گفتند
۲۲۶ واقف چو نگشتند بر اسرار فلک — اول زنخی زدند و آخر خفتند

این خلق همه خران با افسوس اند — پر مشعله و میان تهی چون کوس اند
۲۲۷ خواهی که کف پای ترا می بوسند — خوش نام بزی که بندهٔ ناموس اند

روزی که جزای هر صفت خواهد بود — قدر تو بقدر معرفت خواهد بود
۲۲۸ در حسن صفت کوش که در روز جزا — حشر تو بصورت صفت خواهد بود

آن کاسه گری که کاسهٔ سرها کرد — در کاسه گری صفات خود پیدا کرد
۲۲۹ بر خوان وجود ما نگون کاسه نهاد — وان کاسهٔ سر نگون پر از سودا کرد

از واقعهٔ ترا خبر خواهم کرد — وان را بدو حرف مختصر خواهم کرد
۲۳۰ با عشق تو در خاک فرو خواهم شد — با مهر تو سر ز خاک بر خواهم کرد

دل چه غنیمت است که نور از رخ دلبر گیرد — در پیری و زغش زندگی از سر گیرد
۲۳۱ صفت شمع به پروانه دلا باید گفت — کین مدعیست که با سوختگان درگیرد

جانم بفدای آنکه او اهل بود — سر در قدمش اگر نهم سهل بود
۲۳۲ خواهی که بدانی بیقین دوزخ را — دوزخ بجهان صحبت نا اهل بود

خورشید کمند صبح بر بام افگند — کیخسرو روز باده در جام افگند
۲۳۳ می خور که منادی سحر گه خیزان — آوازهٔ اشربوا در ایام افگند

یاران بموافقت چو میعاد کنید — باید که ز دوست یاد بسیار کنید
۲۳۴ چون باده خوشگوار نوشید بهم — نوبت چو بما رسد نگونسار کنید

چندان کرم و لطف ز آغاز چه بود — وان دانش در طرب و ناز چه بود
۲۳۵ اکنون همه در رنج و الم سوختنی — آخر چه گناه کرده ام باز چه بود

آنها که اساس کار بر زرق نهند — آیند و میان جان و تن فرق نهند
۲۳۶ بر فرق نهم خم می ایشان از این — گر بی خبرم ستم اژده بر فرق نهند

آنها که درآمدند در جوش شدند — آشفتهٔ ناز و طرب و نوش شدند

خیزند سیاه رو خاموش شدند — در خاک ابد جمله هم آغوش شدند
نزدا که نصیب نیکبختان بخشند — قسمے بمن رند پرستان بخشند
۲۳۸ گر نیک آییم مرا از ایشان شمرند — ور بد باشم مرا بایشان بخشند
از گردش روزگار بهرے برگیر — بر تخت طرب نشین بکف ساغر گیر
۲۳۹ از طاعت و معصیت خدا مستغنیست — باری تو مراد خود ز عالم برگیر
افلاک که جز غم نفزایند دگر — ننهند بجا تا نربایند دگر
۲۴۰ ناآمدگان اگر بدانند که ما — از دهر چه میکشیم نایند دگر
از بودنی ای دوست چه داری تیمار — وز فکرت بیهوده دل و جان افگار
۲۴۱ خرم تو بزی جهان بشادی گذران — تدبیر نه با تو کرده اند اول کار
این اهل قبور خاک گشتند و غبار — بیخود شده و بیخبر اند از همه کار
۲۴۲ هر ذره ز هر ذره گرفتند کنار — آه این چه سرابست که تا روز شمار
ای دل همه اسباب جهان خواسته گیر — باغ طربت بسبزه آراسته گیر
۲۴۳ وانگاه بران سبزه شبے چون شبنم — بنشسته و بامداد برخاسته گیر
سنت مکن و فریضه حق بگذار — وان لقمه که داری ز کسان باز مدار
۲۴۴ غیبت مکن و بجوے کس را آزار — هم وعده آن جهان منم باده بیار
از گردش این زمانه دون پرور — با صد غم و درد می برم عمر بسر
۲۴۵ چون غنچه بگذراد جهان با دل تنگ — چون لاله ز باغ دهر با خون جگر
ایام جوانیست شراب اولی تر — با خوش پسران باده ناب اولی تر
۲۴۶ این عالم فانی چو خرابست بابست — از باده درو مست و خراب اولی تر
اے در طلب تو عالمے در شر و شور — در پیش تو درویش و توانگر همه عور
۲۴۷ ای با همه در حدیث و گوش همه کر — وے با همه در حضور و چشم همه کور
با سفله نشین خسے و بے عقل و وفا — زنهار مخور باده که رنج آرد بار
۲۴۸ بد مستی و شور و عربده در شب عیش — درد سر و عذر خواهیش روز خمار
چون نیست ز اختر آنکه رود اقرار — چندین زپے مراد دل رنج مدار
۲۴۹ هان تا ننهی بر دل خود چندین بار — بگذاشتن و گذشتن است آخر کار

جانان می صاف نامشوش میخور — بر یاد بتان نغز دلکش می خور
۲۵۰ می خون رز است و رز ترا میگوید — خون بر تو حلال کرده ام خوش میخور
دلتنگ شوی بگو که بنگ بخور — یا یک منکی باده گلرنگ بخور
۲۵۱ صوفی شده این نخوری آن نخوری — ور خور د تو سنگست برو سنگ بخور
دی کوزه گری بدیدم اندر بازار — بر تازه گلی لگد همی زد بسیار
۲۵۲ وان گل بزبان حال با وی میگفت — من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار
یکجرعه می از مملکت جم خوشتر — بوی قدح از غذای مریم خوشتر
۲۵۳ آه سحری ز سینه خمارے — از ناله بوسعید و ادهم خوشتر
در دایره سپهر ناپیدا غور — جامیست که جمله را چشانند بدور
۲۵۴ نوبت چو بدور تو رسد آه مکن — می نوش بخوشدلی که دوریست بجور
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار — زین کهنه سرا برون برندت ناچار
۲۵۵ گر بادشهی و گر گدای بازار — این هر دو بیک نرخ بود آخر کار
او را خواهی ز زن و فرزند ببر — مردانه در از خویش پیوند ببر
۲۵۶ هر چیز که هست بند راهست ترا — با بند چگونه ره روی بند ببر
ابدال بحقیقت جهانست مجاز — چندین چه خوری تو غم ازین پیچ دراز
۲۵۷ تن را بقضا سپار و با درد بساز — کین رفته قلم ز بهر تو ناید باز
از جمله رفتگان این راه دراز — باز آمده کو که بما گوید راز
۲۵۸ زنهار درین سرا چه از روی نیاز — چیزے نگذاری که نمی آئی باز
این چرخ که با کسی نمیگوید راز — کشتست بظلم صد هزار محمود و ایاز
۲۵۹ می خور که بکس عمر دو باره ندهد — هر کس که شد از جهان نمی آید باز
اے بیخبران عالم فیروز — دانی که چه وقت می بود روح افروز
۲۶۰ یکشنبه و دوشنبه و سه شنبه و چهار — پنجشنبه و آدینه و شنبه شب و روز
اے خوش پسر غمزه گر رنگ آمیز — بنشین و هزار فتنه بنشان و مخیز
۲۶۱ تو جلم همی کنی که در رسن شکر — این حکم چنان بود که هیچ دار و مریز
۲۶۲ با تو بخرابات اگر گویم راز — به زانکه بمحراب کنم بی تو نماز

ای اول و آخر همه خلقان تو   خواهی تو مرا بسوز و خواهی بنواز
با مردم پاکباز و عاقل آمیز   از نا اهلان هزار فرسنگ گریز
۲۶۳ گر زهر دهد ترا خردمند بنوش   ور نوش دهد ز دست نااهل بریز
یارب بنمود پرده از عالم راز   تا بو که رسم من از نشیب به فراز
۲۶۴ اینجا چو نیافتم کسی محرم راز   زان در که درآمدم برون رفتم باز
حکمی که از او محال باشد پرهیز   فرموده و امر کرده کز وی بگریز
۲۶۵ آنگاه میان امر و نهیش عاجز   درمانده جهانیان که کج دار و مریز
رفتند و ز رفتگان یکی نامد باز   تا با تو بگوید سخن از پرده راز
۲۶۶ کار تو ز نیاز میگشاید نه نماز   بازیچه بود نماز بی صدق و نیاز
رو بر سر افلاک جهان خاک انداز   می نوش و گرد خوبرویان می تاز
۲۶۷ چه جای عبادتست و چه جای نماز   کز جمله روندگان یکی نامد باز
گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز   گرد گنه از چهره نرفتم هرگز
۲۶۸ نومید نیم ز بارگاه کرمت   زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز
کردیم دگر شیوه رندی آغاز   تکبیر همی زنیم بر پنج نماز
۲۶۹ هر جا که صراحی است ما را بینی   گردن چو صراحی سوی آن کرده دراز
ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز   از روی حقیقتی نه از روی مجاز
۲۷۰ بازیچه همی کنیم بر نطع وجود   رفتیم بصندوق عدم یک یک باز
می پرسیدی که چیست این نقش مجاز   گر برگویم حقیقتش هست دراز
۲۷۱ نقشیست پدید آمده از دریائی   وانگاه شده بقعر آن دریا باز
با عاشق و آشفته و مستیم امروز   در کوی مغان باده پرستیم امروز
۲۷۲ از هستی خویشتن بکلی رسته   پیوسته بمحراب الستیم امروز
معشوق که عمرش چو غمم باد دراز   امروز بخوبی تلطفی کرد آغاز
۲۷۳ بر چشم من انداخت دمی چشم و برفت   یعنی که نکوئی کن و در آب انداز
لب بر لب کوزه بردم از غایت آز   تا زو طلبم واسطه عمر دراز
۲۷۴ لب بر لب من نهاد و میگفت براز   می خور که بدین جهان نمی آئی باز

ور گشتم عدم خفته بدم گفتی خیز | دارد بجهان دور جهان شور انگیز
۲۷۵ واکنون که بفرمان توام خیزانم | القصه جهان دار که گیتی دارد و ریز
ای واقف اسرار ضمیر همه کس | در حالت عجز دستگیر همه کس
۲۷۶ یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر | ای توبه ده و عذر پذیر همه کس
مرغی دیدم نشسته بر باره طوس | در پیش نهاده کلهٔ کیکاوس
۲۷۷ با کله همی گفت که افسوس افسوس | کو بانگ جرسها و کجا نالهٔ کوس
از حادثهٔ زمانهٔ آینده مپرس | وز هرچه رسد چو نیست پاینده مپرس
۲۷۸ این یکدم نقد را غنیمت میدان | از رفته میندیش و ز آینده مپرس
آغاز روان گشتن آن زرین طاس | و انجام خرابی چنین نیک اساس
۲۷۹ دانسته نمیشود بمعیار عقول | سنجیده نمیشود بمقیاس قیاس
پندی دهمت اگر بمن داری گوش | از بهر خدا جامهٔ تزویر مپوش
۲۸۰ عقبی همه ساعتست و دنیا یکدم | از بهر دمی ملک ابد را مفروش
تا چند کشم غصهٔ نادانی خویش | بگرفت دل من از پریشانی خویش
۲۸۱ زنار بمغانه بر میان خواهم بست | دانی ز چه از ننگ مسلمانی خویش
خیام اگر ز باده مستی خوش باش | با لاله رخی اگر نشستی خوش باش
۲۸۲ چون آخر کار نیست خواهی بودن | انگار که نیستی چو هستی خوش باش
در کارگه کوزه گری رفتم دوش | دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش
۲۸۳ ناگاه یکی کوزه برآورد خروش | کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش
سرمست بمیخانه گذر کردم دوش | پیری دیدم مست و سبوئی بر دوش
۲۸۴ گفتم ز خدا شرم نداری ای پیر | گفتا کرم از خداست رو باده بنوش
می را که خضر خجسته دارد پاسش | او آب حیاتست و منم الیاسش
۲۸۵ من قوت دل و قوت روحش خوانم | چون گفت خدا منافع للناسش
می گرچه حرامست نه امش بیش | با قصهٔ حکایت هیچ ندانش بیش
۲۸۶ جامی که بعقل گرفت دست تو بمی | یکقطره ز بالین وفاهش بنوش
هر شام و سحر ولعت در دین گم گشته | از شادی عشق تو دارم در پیش

۲۸۷ چه کفر و چه اسلام چه طاعت چه گناه | مقصود توئی بهانه بردار از پیش
یک یک سخن من ز گنه ده ده بخش | هر جرم که رفت حسبة لله بخش
۲۸۸ از باد و هوا آتش کین ترا مفروز | ما را بسر خاک رسول الله بخش
غم چند خوری ز کار ناآمده پیش | رنجست نصیب مردم دور اندیش
۲۸۹ خوش باش و جهان تنگ مکن بر دل خویش | کز خوردن غم قضا نگردد کم و بیش
جامیست که عقل آفرین می زندش | صد بوسه ز مهر بر جبین می زندش
۲۹۰ این کوزه‌گر دهر چنین جام لطیف | می سازد و باز بر زمین می زندش
مے در قدح الصافه که جانیست لطیف | در کالبد شیشه روانیست لطیف
۲۹۱ لایق نبود هیچ گران همدم من | جز ساغر باده کان گرانیست لطیف
اے چرخ فلک نه نان شناسی نه نمک | پیوسته مرا به سینه سازی چو سمک
۲۹۲ از چرخ زنی دو شخص پوشیده شود | پس چرخ زنی به از نوای چرخ فلک
گر گل نبود نصیب ما خار اینک | ور نور بما نمیرسد نار اینک
۲۹۳ ور سبحه و سجاده و شیخی نبود | ناقوس و کلیسیا و زنار اینک
گر صلح نیایم ز فلک جنگ اینک | ور نام نکو نباشد ننگ اینک
۲۹۴ جام مے لعل ارغوان رنگ اینک | آنکس که نگنجید در و سنگ اینک
این صبح دمید و دامن شب شد چاک | برخیز و صبوح کن چرائی غمناک
۲۹۵ مے نوش دلا که صبح بسیار دمد | او روے بما کرده و ما روے بخاک
از آتش آخرت نمیداری باک | ور آب ندامت نشدی هرگز پاک
۲۹۶ چون باد اجل چراغ عمرت بکشد | ترسم که ترا ز ننگ نپذیرد خاک
این صورت کون جمله نقشست و خیال | عارف نبود هر که ندارد این حال
۲۹۷ بنشین قدح باده بنوش و خوش باش | فارغ شو ازین نقش و خیالات محال
با سرو قدے تازه تر از خرمن گل | از دست مده جام می و دامن گل
۲۹۸ زان پیش که تا گه شود از باد اجل | پیراهن عمر تو چو پیراهن گل
در سر مگذار هیچ سودای جمال | مے خور همه سال ساغر مالامال
۲۹۹ با دختر رز نشین و عیشے میکن | دختر بحرام به که مادر بحلال

عشقی بکمال و دلربایی بجمال   دل پرسخن و زبان زگفتن شده لال
۳۰۰ زین نادره‌تر که دید یارب بجهان   من تشنه و پیش من روان آب زلال
می برکف من نه و برآور غلغل   با نالهٔ عندلیب و صورت بلبل
۳۰۱ بی نغمه اگر روا بُدی می خوردن   می از سر شیشه می نکردی قلقل
اسرار حقیقت نشود حل بسوال   نه نیز بدر باختن نعمت و مال
۳۰۲ تا جان نکنی و خون نخوری پنجه سال   از قال ترا ره ننماید بحال
از جرم حضیض خاک تا اوج زحل   کردم همه مشکلات گردون را حل
۳۰۳ بیرون جستم ز بند هر مکر و حیل   هر بند گشاده شد مگر بند اجل
تا کی ز ابد حدیث و تا کی ز ازل   بگذشت ز اندازهٔ من علم و عمل
۳۰۴ هنگام طرب شراب را نیست بدل   هر مشکل را شراب گرداند حل
از خالق کردگار و از رب رحیم   نومید مشو بجرم عصیان عظیم
۳۰۵ گر مست و خراب مرده باشی امروز   فردا بخشد بر استخوان های رمیم
ای چرخ ز گردش تو خرسند نیم   آزادم کن که لایق بند نیم
۳۰۶ گر میل تو با بیخرد و نادانست   من نیز چنان اهل و خردمند نیم
ای مفتی شهر از تو پرکارتریم   با این همه مستی از تو هشیارتریم
۳۰۷ تو خون کسان خوری و ما خون رزان   انصاف بده کدام خونخوارتریم
آن به که بجام باده دلشاد کنیم   وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
۳۰۸ وین عاریتی روان زندانی را   یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم
آن لحظه که از اجل گریزان گردم   چون برگ ز شاخ عمر ریزان گردم
۳۰۹ عالم بنشاط دل بغربال کنیم   زان پیش که خاک خاک بیزان گردم
این چرخ فلک که ما درو حیرانیم   فانوس خیال ازو مثالی دانیم
۳۱۰ خورشید چراغدان و عالم فانوس   ما چون صوریم کاندرو گردانیم
از آب و گل سرشتهٔ من چه کنم   وین پشم و قصب تو رشته‌ای من چکنم
۳۱۱ هر نیک و بدی که آید از ما بوجود   تو بر سر من نوشته‌ای من چه کنم
۳۱۲ ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم   وین یکدم عمر را غنیمت شمریم

فردا که ازین دیر کهن درگذریم
با هفت هزار سالگان هم سفریم
بی باده مباش تا توانی یکدم
کز باده شود عقل و دل و دین خرم
۳۱۳ ابلیس اگر باده بخوردی یکدم
کردی دو هزار سجده پیش آدم
برخیز و بکوب پای تا دست زنیم
می در کشیم و نرگس سرمست زنیم
۳۱۴ در بیت زدن ذوق ندارد چندان
ذوق عجب آن بود که در شصت زنیم
بر خود در کام دل زدو در بستم
وز منت هر ناکس و کس وارستم
۳۱۵ جز دوست چو کس نیست که گیرد دستم
من دانم و او چنانکه هستم هستم
پیوسته ز گردش فلک غمگینیم
با طبع خسیس خویشتن در کینیم
۳۱۶ عقلی نه که از سر جهان برخیزیم
عقلی نه که فارغ ز جهان بنشینیم
بر مفرش خاک خفتگان می بینم
در زیر زمین نهفتگان می بینم
۳۱۷ چندانکه به صحرای عدم می نگرم
نا آمدگان و رفتگان می بینم
با رحمت تو من از گنه نندیشم
با توشهٔ تو ز رنج ره نندیشم
۳۱۸ گر لطف توام سفید رو گرداند
یک ذره ز نامهٔ سیه نندیشم
تا ظن نبری که از جهان می ترسم
وز مردن و از رفتن جان می ترسم
۳۱۹ مردن چو حقیقتست زان باکم نیست
چون نیک نزیستم ازان می ترسم
تا چند اسیر عقل هر روزه شویم
در دهر چه صد ساله چه یکروزه شویم
۳۲۰ در ده تو بکاسهٔ می ازان پیش که ما
در کارگه کوزه گران کوزه شویم
تا چند ملامت کنی ای زاهد خام
ما رند خرابانیم و مستیم مدام
۳۲۱ تو در غم تسبیح و ریا و تلبیس
ما با می و معشوقه مدامیم بکام
با نفس همیشه در نبردم چه کنم
وز کردهٔ خویشتن بدردم چه کنم
۳۲۲ گیرم که ز من درگذرانی بکرم
زان شرم که دیدی که چه کردم چه کنم
ما تا[illegible] و تو پرگار رهیم
سرگرچه دو کرده ایم پیشان داریم
۳۲۳ بر نقطه روانیم گشتن دائره وار
تا آخر کار سر بهم باز آریم
چون نیست مقام ما درین دهر مقیم
پس بی می و معشوق خطائیست عظیم
۳۲۴ تا کی ز قدیم و محدث ای مرد حکیم
چون من رفتم جهان چه محدث چه قدیم

در مسجد اگرچه با نیاز آمده‌ام حقا که نه از بهر نماز آمده‌ام
۲۲۵ روزی اینجا سجاده دزدیدم آن کهنه شدست باز باز آمده‌ام
دیگر غم این گردش گردون نخوریم جز باده ناب صاف گلگون نخوریم
۲۲۶ کی خون جهانست و جهان خونی ما با خون دل خویش خود چون نخوریم
در عشق تو صد گونه ملامت بکشم ور بشکنم این عهد غرامت بکشم
۲۲۷ گر عمر وفا کند جفاهای ترا باری کم از آنکه تا قیامت بکشم
در دایره وجود دیر آمده‌ایم وز پایه مردمی بزیر آمده‌ایم
۲۲۸ چون عمر به مراد ما نمی‌گردد ای کاش سرآید که به سیر آمده‌ایم
دنیا چو فناست من بجز فن نکنم جز یاد نشاط و می روشن نکنم
۲۲۹ گویند مرا که ایزدت توبه دهاد او خود ندهد و گر دهد من نکنم
در پای اجل چو من سرافکنده شوم در دست اجل چو مرغ پرکنده شوم
۲۳۰ زنهار گلم بجز صراحی مکنید باشد که ز بوی می دمی زنده شوم
زینگونه که من کار جهان می‌بینم عالم همه رایگان بران می‌بینم
۲۳۱ سبحان الله بهر چه در مینگرم ناکامی خویش اندر آن می‌بینم
صبح است دمی بر می گلرنگ زنیم وین شیشه نام و ننگ بر سنگ زنیم
۲۳۲ دست از امل دراز خود باز کشیم در زلف دراز و دامن چنگ زنیم
گر من گنه روی زمین کردستم عفو تو امید است که گیرد دستم
۲۳۳ گفتی که بروز عجز دستت گیرم عاجزتر ازین مخواه کاکنون هستم
گر من ز می مغانه مستم هستم در کافر و گبر و بت پرستم هستم
۲۳۴ هر طایفه‌ای بمن گمانی دارند من زان خودم چنانکه هستم هستم
هشیار نبوده‌ام دمی تا هستم امشب شب قدر است من امشب مستم
۲۳۵ لب بر لب جام و سینه بر سینه خم تا روز بگردن صراحی دستم
من ظاهر نیستی و هستی دانم من باطن هر فراز و پستی دانم
۲۳۶ با این همه از دانش خود شرمم باد گر مرتبه‌ای ورای مستی دانم
من باده خورم ولیک مستی نکنم الا بقدح دراز دستی نکنم

وانگه که نظر زر مے پرستی چه بود — تا هیچو تو خویشتن پرستی نکنیم
محرم هستی گر با تو گویم یکدم — کز اوّل کار خود چه بود ست آدم
۳۳۸ محنت زده سرشته اند ز گل غم — بگچیند جهان بخورد و بر داشت قدم
ما جامے ز نانے بلب خشم کردیم — خود را بسے لعل چه مردم کردیم
۳۳۹ در کوے خرابات نگه پیران یافت — آن عمر که در صومعها گم کردیم
مقصود ز جمله آفرینش ماییم — در چشم خرد جوهر بینش ماییم
۳۴۰ این دایره جهان چو انگشتری است — بے هیچ شکے نقش نگینش ماییم
ما کرده بخودی ظلمناک شدیم — در پای قدر زدن بر سر افلاک شدیم
۳۴۱ آخر همه ز آلایش تن پاک شدیم — از خاک بر آمدیم و با خاک شدیم
من در رمضان روزه اگر میخوردم — تا ظن نبری که با سحر میخوردم
۳۴۲ از محنت روزه روز من چون شب بود — بیدار نشسته بودم که سحر میخوردم
هرگز بطرب شربت آبے نخوریم — تا از کف اغوه شراب نخوریم
۳۴۳ تا نے نزنیم در نمک هیچ کسے — تا از جگر خویش کبابے نخوریم
هر روز بگاه در خرابات شوم — همراه قلندران طامات شوم
۳۴۴ چون عالم هر دو الخفیات توئی — تو نیستم و ه تا کبنا حاجات شوم
بگچو غم ایام نداریم خوشیم — گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
۳۴۵ چون پخته بیانیم رسد از مطبخ — از کس طمع طعام نداریم خوشیم
یک روز نه بسته عالم آزادیم — یکدم زدن از وجود خود شادیم
۳۴۶ شاگرد وی بروزگار کردم بسیار — هر دو جهان هنوز استادیم
یکدست بمصحفیم و یکدست بجام — گه نزد حلالیم و گهی نزد حرام
۳۴۷ ماییم درین گنبد فیروزه رخام — نے کافر مطلق نه مسلمان تمام
از من بر مصطفی رسانید سلام — وانگاه بگوئید با غسر از تمام
۳۴۸ کہائے سید هاشمی چرا دوغ ترش — در شرع حلال است و لے ناب حرام
از من بر خیام رسانید سلام — وانگاه بگوئید که خامی خیام
۳۴۹ من کے گفتم که می حرامست ولے — بر پخته حلال است و بر خام حرام

دشمن بغلط گفت که من فلسفیم ‌ ‌ ‌ ایزد داند که آنچه او گفت نیم
۳۵۰ لیکن چو درین غم آشیان آمده‌ام ‌ ‌ ‌ آخر کم از آن که من بدانم که کیم
چندانکه زخود نیست ترم مست ترم ‌ ‌ ‌ هر چند بلند پایه تر پست ترم
۳۵۱ زین طرفه‌تر آنکه از شراب هستی ‌ ‌ ‌ هر لحظه که هشیارترم مست ترم
گل گفت که من یوسف مصر چمنم ‌ ‌ ‌ یاقوت گران مایهٔ پر زر دهنم
۳۵۲ گفتم چو تو یوسفی نشانی بنمای ‌ ‌ ‌ گفتا که بخون غرقه نگر پیرهنم
یکچند بکودکی باستاد شدیم ‌ ‌ ‌ یکچند باستادی خود شاد شدیم
۳۵۳ پایان سخن شنو که ما را چه رسید ‌ ‌ ‌ از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم ‌ ‌ ‌ آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
۳۵۴ بودیم ز آب دیده در آتش دل ‌ ‌ ‌ دادیم بباد عمر و در خاک شدیم
در جستن جام جم جهان پیمودیم ‌ ‌ ‌ روزی ننشستیم و شبی نغنودیم
۳۵۵ ز استاد چو وصف جام جم بشنودیم ‌ ‌ ‌ خود جام جهان نمای جم من بودیم
فرزین صفتا کرست غمهات شدم ‌ ‌ ‌ از اسپ پیاده از جفاهات شدم
۳۵۶ از بازی فیل و شاه چون در ماندم ‌ ‌ ‌ رخ بر رخ تو نهاده‌ام مات شدم
ایزد چو نخواست آنچه من خواسته‌ام ‌ ‌ ‌ کی گردد راست آنچه من خواسته‌ام
۳۵۷ گر جمله صوابست که او خواسته است ‌ ‌ ‌ پس جمله خطاست آنچه من خواسته‌ام
هنگام گلست اختیاری بکنم ‌ ‌ ‌ و آنگه به خلاف شرع کاری بکنم
۳۵۸ با سبزه خطان و لاله رخ روز چنین ‌ ‌ ‌ بر سبزه ز جرعه لاله زاری بکنم
تا ظن نبری که من بخود موجودم ‌ ‌ ‌ یا این ره خون خوار بخود پیمودم
۳۵۹ این بود و نبود من ز بود او بود ‌ ‌ ‌ من خود که بدم کجا بدم کی بودم
من بی می ناب زیستن نتوانم ‌ ‌ ‌ بی باده کشید بار تن نتوانم
۳۶۰ من بندهٔ آن دم که ساقی گوید ‌ ‌ ‌ یک جام دگر بگیر و من نتوانم
ای گشته شب و روز بدنیا نگران ‌ ‌ ‌ اندیشه نمیکنی تو از روز گران
۳۶۱ آخر نفسی ببین و باز آی بخود ‌ ‌ ‌ کایام چگونه میکند با دگران
۳۶۲ ای آنکه توئی خلاصهٔ کون و مکان ‌ ‌ ‌ بگذار دمی وسوسهٔ سود و زیان

یک جام می ساقی باقی بستان | تا باز رهی از غم این هر دو جهان
از گردش این دائرهٔ بی پایان | برخور داری و دو نوع مردم رادان
٣٤٣ یا با خبری تمام از نیک و بدش | یا بیخبری از خود و از کار جهان
احوال جهان بر دلم آسان میکن | و افعال بدم ز خلق پنهان میکن
٣٤٤ امروز خوشم بدار و فردا با من | آنچه از کرمت سزد بجا آن میکن
آنرا که وقوفست بر احوال جهان | شادی و غم و رنج بر وشد یکسان
٣٤٥ چون نیک و بد جهان بسر خواهد شد | خواهی تو بدرد باش و خواهی درمان
برخیز و مخور غم جهان گذران | خوش باش و دمی بشادمانی گذران
٣٤٦ در طبع جهان اگر وفائی بودی | نوبت بتو خود نیامدی از دگران
بشنو ز من ای زبدهٔ یاران کهن | اندیشه مکن زین فلک پیر دین
٣٤٧ بر گوشهٔ عرصهٔ قناعت بنشین | بازیچهٔ چرخ را تماشا میکن
تا بتوانی خدمت رندان میکن | بنیاد نماز و روزه ویران میکن
٣٤٨ بشنو سخن راست ز خیام ای دوست | می میخور و ره میزن و احسان میکن
حق جان جهانست و جهان جمله بدن | و اصناف ملائکه حواس این تن
٣٤٩ افلاک و عناصر و موالید اعضا | توحید همین است و دگرها همه فن
دی شب ز سر صدق و صفا دل من | در میکده آن روح فزا گل من
٣٥٠ جامی بمن آورد که بستان و بخور | گفتم نخورم گفت برای دل من
خواهی بنهد پیش تو گردون گردن | کار تو بود همیشه جان پروردن
٣٥١ همچون منت انتقاد باید کردن | می خوردن و اندوه جهان ناخوردن
در عالم خاک از کران تا بکران | چندانکه نظر کنند صاحب نظران
٣٥٢ حاصل ز جهان بیوفا چیزی نیست | الا می لعل و عارض خوش پسران
دی بر لب جوی با نگاری موزون | من بودم و ساغر شراب گلگون
٣٥٣ در پیش نهاده صرفه کز گردش | نوبت زدن صبح صادق آمد بیرون
شرمت ناید از این تباهی کردن | زین ترک او امر و نواهی کردن
گیرم که سراسر این جهان ملک تو شد | جز آنکه رها کنی چه خواهی کردن

رندے دیدم نشسته بر خنگ زمین ۔ نه کفر و نه اسلام و نه دنیا و نه دین
٣٧٥ نه حق نه حقیقت نه شریعت نه یقین ۔ اندر دو جهان کرا بود زهرهٔ این
قومے متفکرند در مذهب و دین ۔ جمعے متحیرند در شک و یقین
٣٧٦ ناگاه منادئی بر آید ز کمین ۔ کاے بیخبران راه نه آنست نه این
گاویست در آسمان و نامش پروین ۔ یک گاو دگر نهفته در زیر زمین
٣٧٧ چشم خردت کشاے چون اهل یقین ۔ زیر و زبر دو گاو مشتی خر بین
گویند برائے که کمتر خور از این ۔ آخر بچه عذر برندارم سر از این
٣٧٨ عذرم رخ یار و بادهٔ صبحدم است ۔ انصاف بده چه عذر روشن تر از این
گر بر فلکم دست بُدے چون یزدان ۔ بر داشتمے من این فلک را ز میان
٣٧٩ از نو فلکے دگر چنان ساختمے ۔ کازاده بکام دل رسیدے آسان
مسکین دل دردمند دیوانهٔ من ۔ هشیار نشد ز عشق جانانهٔ من
٣٨٠ روزے که شراب عاشقی میداد ند ۔ در خون جگر زدند پیمانهٔ من
می خوردن و گرد نیکوان گردیدن ۔ به ز آنکه بزرق و زاهدی ورزیدن
٣٨١ گر عاشق و مست دوزخی خواهد بود ۔ پس روے بهشت کس نخواهد دیدن
نتوان دل شاد را بغم فرسودن ۔ وقت خوش خود بسنگ محنت سودن
٣٨٢ کس غیب چه داند که چه خواهد بودن ۔ مے باید و معشوق و بکام آسودن
بشکست بنام نیک مشهور شدن ۔ عارست ز جور چرخ رنجور شدن
٣٨٣ خمار ببوے آب انگور شدن ۔ به ز آنکه بزهد خویش مغرور شدن
یارب بدل اسیر من رحمت کن ۔ بر سینهٔ غم پذیر من رحمت کن
٣٨٤ بر پاے خرابات رو من بخشاے ۔ بر دست پیاله گیر من رحمت کن
یارب ز قبول و رد رهم باز رهان ۔ مشغول خودت کن ز خودم باز رهان
٣٨٥ تا هشیارم ز نیک و بد بیدارم ۔ مستم کن و از نیک و بدم باز رهان
زین گنبد گرد دیده بد افعالی بین ۔ و ز رفتن دوستان جهان خالی بین
٣٨٦ تا بتوانی تو یک نفس خرم باش ۔ فردا منگر دمی مطلب حالی بین
٣٨٧ چون حاصل آدمی درین شورستان ۔ جز خوردن غصه نیست یا کندن جان

خرم دل آن که زین جهان زود برفت / آسوده کسی که خود نیامد بجهان
۳۸۸ بر موجب عقل زندگانی کردن / شاید کردن ولی ندانی کردن
استاد تو روزگار چابکدستست / چندان بسرت زند که دانی کردن
۳۸۹ اسرار ازل را نه تو دانی و نه من / وین حرف معما نه تو خوانی و نه من
هست از پس پرده گفتگوی من و تو / چون پرده برافتد نه تو مانی و نه من
۳۹۰ این چرخ فلک بهر هلاک من و تو / قصدی دارد بجان پاک من و تو
بر سبزه نشین بیا که بس دیر نماند / تا سبزه برون دمد ز خاک من و تو
۳۹۱ از تن چو برفت جان پاک من و تو / خشتی دو نهند بر مغاک من و تو
وانگه ز برای خشت گور دگران / در کالبدی کشند خاک من و تو
۳۹۲ آن قصر که بر چرخ همی زد پهلو / بر درگه او شهان نهادندی رو
دیدیم که بر کنگره اش فاخته / آواز همیداد که کوکو کوکو
۳۹۳ از آمدن و رفتن ما سودی کو / وز تار وجود عمر ما پودی کو
در چنبر چرخ جسم چندین پاکان / میسوزد و خاک میشود دودی کو
۳۹۴ ای آب حیات مضمر اندر لب تو / نگذاشت که بوسه ساغر لب تو
گر خون صراحی نخورم مردنیم / او خود که بود که لب نهد بر لب تو
۳۹۵ آنکم که پدید گشتم از قدرت تو / صد سال شدم بناز در نعمت تو
صد سال بامتحان گنه خواهم کرد / یا جرم منست بیش یا رحمت تو
۳۹۶ بردار پیاله و سبو ای دلجو / برگرد بگرد سبزه زار و لب جو
کین چرخ بسی قد بتان مهرو / صد بار پیاله کرد و صد بار سبو
۳۹۷ با هیچ خرید ارسی کهنه و نو / وانگاه فروشنده عالم بدو جو
دانی که پس از مرگ کجا خواهی رفت / می پیش من آر و هر کجا خواهی رو
۳۹۸ ناکرده گناه در جهان کیست بگو / وانکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی / پس فرق میان من و تو چیست بگو
۳۹۹ یاقوت لب لعل بدخشانی کو / وان راحت روح و راح ریحانی کو
گویند حرام در مسلمانی شد / تو می خور و غم مخور مسلمانی کو

ای زندگی تن و توانم همه تو　　جانی و دلی ای دل و جانم همه تو

۴۰۰ تو هستی من شدی از آنی همه من　　من نیست شدم در تو از آنم همه تو

ای رفته بچوگان قضا همچون گو　　چپ می خور و راست میرو و هیچ مگو

۴۰۱ کانکس که ترا فکنده اندر تگ و پو　　او داند و او داند و او داند و او

در دیدهٔ تنگ مور نور است از تو　　در پای ضعیف پشه زور است از تو

۴۰۲ ذات تو سزاست مر خداوندی را　　هر وصف که نا سزاست دور است از تو

گر باخردی تو حرص را بنده مشو　　در پای طمع خوار و سر افکنده مشو

۴۰۳ چون آتش تیز باش چون آب روان　　چون خاک بهر باد پراکنده مشو

از هر چه بجز دوست کوتاهی به　　محو همه زلف بتان خرگاهی به

۴۰۴ مستی و قلندری و گمراهی به　　یک جرعه می ز ماه تا ماهی به

ای یار بروزگار باش آسوده　　واندوه زمانه کم خور از بیهوده

۴۰۵ چون کسوت عمر تنت چاک شود　　چه کرده و چه گفته و چه آلوده

آنها که نکرده و بیجا کرده　　وانگاه بلطف حق تولا کرده

۴۰۶ بر عفو مکن تکیه که هرگز نبود　　ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده

اندازهٔ عمر بیش از شصت منه　　هر جا که قدم نهی بجز مست منه

۴۰۷ زان پیش که کاسهٔ سرت کوزه کنند　　تو کوزه ز دوش و کاسه از دست منه

این چرخ چه طاسیست نگون افتاده　　در وی همه زیرکان زبون افتاده

۴۰۸ در دوستی شیشه و ساغر نگرید　　لب بر لب و در میانه خون افتاده

ای من در میخانهٔ لبهات رفته　　ترک بد و نیک هر دو عالم گفته

۴۰۹ گر هر دو جهان چو گوی افتد بکوی　　بر من بجهد مستی [illegible] خفته

قطره بگریست که از بحر جدائیم همه　　خندید بر او بحر که ما اینم همه

۴۱۰ در حقیقت دگری نیست خدائیم همه　　لیکن از گردش یک نقطه جدائیم همه

تا کی غم آن خورم که دارم یا نه　　وین عمر بخوشدلی گذارم یا نه

۴۱۱ پر کن قدح باده که معلومم نیست　　کاین دم که فرو برم بر آرم یا نه

۴۱۲ تو در غم روزگار بیهوده مده　　با ما بخرابات شو آن باده بده

دل جز لب شکر لب پریزاد مده   بی باده مباش و عمر بر باد مده
تا چند ز مسجد و نماز و روزه   در میکده‌ها مست شو از دریوزه
۴۱۳ خیام بخور باده که این خاک ترا   گه جام کنند و گه سبو گه کوزه
بنگر ز صبا دامن گل چاک شده   بلبل ز جمال گل طربناک شده
۴۱۴ در سایهٔ گل نشین که بسیار این گل   از خاک بر آمدست و بر خاک شده
دنیا بمراد رانده گیر آخر چه   وین نامهٔ عمر خوانده گیر آخر چه
۴۱۵ گیرم که بکام دل بمانی صد سال   صد سال دگر بمانده گیر آخر چه
دانی ز چه روی اوفتادست به راه   آزادی سرو و سوسن اندر افواه
۴۱۶ این دارد ده زبان ولیکن خاموش   وان دارد صد دست ولیکن کوتاه
ساقی مے خوشگوار بر دستم نه   وان باده چون نگار بر دستم نه
۴۱۷ آن می که چو زنجیر بپیچد بهم   دیوانه و هوشیار بر دستم نه
فریاد که رفت عمر بیهوده   هم لقمه حرام و هم نفس آلوده
۴۱۸ فرموده ناکرده سیه رویم کرد   فریاد ز کردهای نافرموده
من توبه کنم از همه چیز از می نه   گر جمله گذر باشدم از وی نه
۴۱۹ آیا بود آنکه من مسلمان گردم   وین ترک مے مغانه گویم هی نه
یا هم بلطف تو تولا کرده   وز طاعت و معصیت تبرا کرده
۴۲۰ آنجا که عنایت تو باشد باشد   ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده
نقشیست که بر وجود ما ریخته   صد بوالعجبی ز ما برانگیخته
۴۲۱ من زان به از این نمیتوانم بودن   کز بوته مرا چنین فرو ریخته
ای در ره بندگیت یکسان گردم   در هر دو جهان خدمت درگاه تو به
۴۲۲ گفتا تو ستانی و سعادت تو دهی   یا رب تو بفضل خویش ایشان بده
ای رفته و باز آمده و خم گشته   نامت ز میان مردمان گم گشته
۴۲۳ ناخن همه جمع آمده و سم گشته   ریش از پس کون آمده و دم گشته
ای بیخبر از کار جهان هیچ نه   بنیاد و بباد دست از آن هیچ نه
۴۲۴ شد حد وجود در میان دو عدم   اطراف بود و تو در میان هیچ نه

هر روز برآنم که کنم شب توبه ٤٢٥ از جام و پیاله لبالب توبه
اکنون که رسید وقت گل ترکم ده در موسم گل ز توبه یارب توبه
از درس علوم جمله بگریزی به واندر سر زلف دلبر آویزی به
زان پیش که روزگار خونت ریزد ٤٢٦ تو خون صراحی بقدح ریزی به
ای دل تو باسرار معما نرسی در نکته زیرکان دانا نرسی
اینجا بمی و جام بهشتی میساز ٤٢٧ کانجا که بهشت است رسی یا نرسی
آنانکه زپیش رفته اند ای ساقی در خاک غرور خفته اند ای ساقی
رو باده خور و حقیقت از من بشنو ٤٢٨ باد است هر آنچه گفته اند ای ساقی
ای دل چو بهم آن صنم بنشستی از خویش بریدی و بجو پیوستی
از جام فنا چو جرعه نوشیدی ٤٢٩ از بود و نبودگان بکلی رستی
افتاده مرا با می و مستی کاری خلقم چه میکند ملامت باری
ای کاش که هر حرام مستی کردی ٤٣٠ تا من بجهان ندیدمی هشیاری
ای آنکه نتیجه چهار و هفتی در هفت و چهار دائم اندر تفتی
می خور که هزار بار بیشت گفتم ٤٣١ باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی
بر رهگذرم هزار جا دام نهی گوئی که بگیرمت اگر گام نهی
یک ذره ز حکم تو جهان خالی نیست ٤٣٢ حکم تو کنی و عاصیم نام نهی
ای آنکه حرم ذات تو عقل آگه نی از معصیت و طاعت ما مستغنی
مستم ز گناه و از رجا هشیارم ٤٣٣ امید برحمت تو دارم یعنی
این کار جهان اگر به تقلید ستی هر روز بجای خویشتن عید ستی
هرکس بمراد خویش دستی بردستی ٤٣٤ گر زانکه نه این بیم و تهدید ستی
ای چرخ دلم همیشه غمناک کنی پیراهن خرمی من چاک کنی
بادی که بمن رسد تو آتش کنی ٤٣٥ آبی که خورم تو در دهن خاک کنی
ای دل ز غبار جسم اگر پاک شوی تو روح مجردی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت بادا ٤٣٦ کآئی و مقیم خطه خاک شوی
ای کوزه گرا بکش اگر هشیاری تا چند کنی بر گل آدم خواری

انگشت فریدون و کف کیخسرو — بر چرخ نهاده چه پنداری

اے گل تو بروے دلربا میمانی — وے مل تو بلعل جانفزا میمانی

۴۳۸ ای بخت ستیزه کار هر دم با من — بیگانه تری و آشنا مے مانی

از مطبخ دنیا تو همه دود خوری — تا چند غمان بود و نابود خوری

۴۳۹ دنیا که بر اهل او زیانیست عظیم — گر ترک زیان کنی همه سود خوری

آزار دل خلق مجوئی شبے — تا بر نکشند یا ربے نیم شبے

۴۴۰ بر مال و جمال خویشتن تکیه مکن — کانرا بشبے برند و اینرا بتبے

اوّل بخودم چو آشنائی کردی — آخر ز خودم چرا جدائی کردی

۴۴۱ چون ترک منت نبود از روز نخست — سرگشته بعالم چرائی کردی

اے کاش که جاے آرمیدن بودے — یا این ره را بسر رسیدن بودے

۴۴۲ کاش از پے صد هزار سال از دل خاک — چون سبزه امید بر دمیدن بودے

از دشمن عشق میکشودم فالے — ناگاه ز سوز سینه صاحب حالے

۴۴۳ بگفت خوشا کسے که در خانهٔ او — یاریست چو ماهے و شبے چون سالے

از آمدن بهار و از رفتن دے — اوراق وجود ما همیگردد طے

۴۴۴ مے خور مخور اندوه که گفتست حکیم — غمهاے جهان چو زهر و تریاکش مے

ای دل مے و معشوق بکن در باغی — سالوس رها کن و مکن زرّاقی

۴۴۵ گر پیر و احمدی خوری جام شراب — زان حوض که مرتضاش باشد ساقی

بر سنگ زدم دوش سبوئے کاشی — سرمست بدم که کردم این اوباشی

۴۴۶ با من بزبان حال میگفت سبو — من چون تو بدم تو نیز چون من باشی

بگرفت مرا ملالت از زرّاقی — بر خیز و سبک باده بیار اے ساقی

۴۴۷ سجاده و طیلسان بے باده گرو — تا بو که شود ولایت من اندر باقی

برگیر ز خود حساب اگر باخبری — کاوّل تو چه آوردی و آخر چه بری

۴۴۸ گوئی نه خورم باده که می باید مرد — بیباید مرد اگر خوری یا نه خوری

بکشاے درے که در کشاینده توئی — بنماے رهے که ره نماینده توئی

۴۴۹ من دست بهیچ دستگیرے ندهم — کاینها همه فانی اند و پاینده توئی

یا من تو هر آنچه گوئی از کین گوئی — پیوسته مرا ملحد و بیدین گوئی
۴۵۰ من خود مقرم بر آنچه هستم لیکن — انصاف بده ترا رسد کین گوئی

با درد بساز تا دوائی یابی — وز رنج منال تا شفائی یابی
۴۵۱ بباش بوقت بینوائی شاکر — تا عاقبت الامر نوائی یابی

تنگی می لعل خواهم و دیوانی — سد رمقی باید و نصف نانی
۴۵۲ وانگه من و تو نشسته در ویرانه — خوشتر بود از مملکت سلطانی

تا چند حدیث پنج و چار ای ساقی — مشکل چه یکی چه صد هزار ای ساقی
۴۵۳ خاکیم همه چنگ بساز ای ساقی — بادیم همه باده بیار ای ساقی

تا چند ز یاسین و برات ای ساقی — بنویس بمیخانه برات ای ساقی
۴۵۴ روزی که برات ما بمیخانه برند — آن روز بود شب برات ای ساقی

تا در تن تست استخوان و رگ و پی — از خانهٔ تقدیر منه بیرون پی
۴۵۵ گردن منه ار خصم بود رستم زال — منت مکش ار دوست بود حاتم طی

تا در هوس لعل لب و جام می — تا در پی آواز دف و چنگ نئی
۴۵۶ اینها همه حشو است خدا میداند — تا ترک تعلق نکنی هیچ نئی

تن زن چو بزیر فلک بیباکی — می نوش چو در عالم آفتناکی
۴۵۷ چون اول و آخرت بجز خاکی نیست — انگار که در خاک نه بر خاکی

چون واقفی ای پسر ز هر اسراری — چندین چه خوری بیهوده تیماری
۴۵۸ چون می نرود باختیاری کاری — خوش باش درین نفس که هستی باری

چندانکه نگاه میکنم هر سوئی — از سبزه بهشت است ز کوثر جوئی
۴۵۹ صحرا چو بهشت شد ز دوزخ گوئی — بنشین به بهشت با بهشتی روئی

در شعبده خانهٔ جهان یار مجوی — بشنو ز من این حدیث و زنهار مگوی
۴۶۰ با درد بساز و هیچ درمان مطلب — با غم بنشین خرم و غمخوار مجوی

و آنچیز که هست مایهٔ دانائی — بهتر ز همه حدیث ناگویائی
از خوردن هر چه هست ناخوردن به — وز صحبت هر چه هست به تنهائی

در باغ چو بد غوره ترش اول دی — شیرین ز چه گشت و تلخ چون آمد می

از چوب به تیشه گر کسی کرد رباب | ور تیشه چنگ گوئی تو که بسیار زدی
ای انکه سپید دم خروس سحری | هر لحظه چرا همی کنند نوحه گری
یعنی که نمودند در آیینه صبح | ۱۶۳ کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری
در ده مئی لعل لاله گون صافی | بگشای ز حلق شیشه خون صافی
کامروز برون ز جام و شیشه را | ۱۶۴ یک دوست که دارد اندرون صافی
در حکمت اگر ارسطو و جمهوری | در قدرت اگر چه قیصر و فغفوری
می نوش ز جام جم که گور آخر کار | ۱۶۵ گر بهرامی که عاقبت در گوری
در کارگه کوزه گری کردم رای | در پایه چرخ دیدم استاد بپای
میکرد دلیر کوزه را دسته و سر | ۱۶۶ از کله پادشاه و از پای گدای
رو بیخبری گزین اگر باخبری | تا از کف مستان ازل باده خوری
تو بیخبری بیخبری کار تو نیست | ۱۶۷ هر بیخبری را نرسد بیخبری
زان پیشتر ای صنم که در رهگذری | خاک من و تو کوزه کند کوزه گری
زان کوزه می که نیست در وی ضرری | ۱۶۸ پر کن قدحی بخور بمن ده دگری
زنهار کنون که میتوانی باری | بردار ز خاطر عزیزی باری
کین مملکت حسن نماند جاوید | ۱۶۹ از دست تو هم برون رود یکباری
زان پیش که از جام اجل مست شوی | زیر لگد حوادثها پست شوی
سرمایه بدست آر ازینجا که نه | ۱۷۰ سودی نکنی اگر تهی دست شوی
ساقی نده کار من و زهره تو ئی | دارنده این چرخ بر افکنده تو ئی
من گرچه بدم خواجه این بنده تو ئی | ۱۷۱ کس را بجهت نه آفریننده و تو ئی
ای تو بادر توانائی اکنون مینائی | چندان بخورم شراب من شیدائی
[illegible] | ۱۷۲ ای خواجه شراب از کجائی آئی
[illegible] گفتا مستی | هر لحظه بدامی دیگری پابستی
گفتا شیخا هر آنچه گوئی هستم | ۱۷۳ ما نه چنانکه مینمائی هستی
[illegible] | [illegible]
[illegible] | ۱۷۴ [illegible]

گه گشته نهان ز هر کسی ننمائی
گه در صور کون و مکان پیدائی
این جلوه گری بخویشتن بنمائی
۲۷۵ خود عین عیانی و خودی بینائی

گر روی زمین بجمله آباد کنی
چندان نبود که خاطری شاد کنی
گر بنده کنی بلطف آزادی را
۲۷۶ بهتر که هزار بنده آزاد کنی

گر شادی خویشتن بدان میدانی
کاسوده دلی را بغمی بنشانی
در ماتم عقل خویش باشی همه عمر
۲۷۷ بیدار مصیبتی که عجب نادانی

گر زانکه بدست آید از می دو منی
می خور تو بهر محفل و هر انجمنی
کانکس که چنان کرد فراغت دارد
۲۷۸ از سبلت چون توئی و ریش چو منی

گر دست دهد ز مغز گندم نانی
وز می دو منی ز گوسفندی رانی
با لاله رخی نشسته در ویرانی
۲۷۹ عیشی بود این نه حد هر سلطانی

گر شهره شوی بشهر شر الناسی
ور گوشه نشین شوی همه وسواسی
به زان نبود گر خضر و الیاسی
۲۸۰ کس نشناسد ترا تو کس نشناسی

باده و معشوق و صبوح ای ساقی
از ما نبود توبه نصوح ای ساقی
تا کی خوانی قصه نوح ای ساقی
۲۸۱ پیش آر سبک راحت روح ای ساقی

نه سوی وصال تو مرا دسترسی
نه طاقت هجران تو دارم نفسی
نه زهره که با کسی بگویم این غم
۲۸۲ مشکل کاری و طرفه خوش هوسی

هنگام صبوح است و خروش ای ساقی
باده بکوی میفروش ای ساقی
چه جای صلاح ست خموش ای ساقی
۲۸۳ بگذر ز حدیث و زهر نوش ای ساقی

هنگام صبوح ای صنم فرخ پی
بر ساز ترانه و پیش آر می
کافکند بخاک صد هزاران جم و کی
۲۸۴ این آمدن تیرمه و رفتن دی

هان تا بپرستان بدر رشتی نشوی
یا از در نیکوان بزشتی نشوی
می خور که بخوردن و بنا خوردن تو
۲۸۵ گر آمده دوزخی بهشتی نشوی

یزدان خواهم جهان دگرگون کند
و اکنون کند تا نگرم چون کند
یا نام من از جریده بیرون کند
۲۸۶ یا روزی من ز غیب افزون کند

یا رب بگشای بر من از رزق دری
۲۸۷ بی منت مخلوق رسان ما حضری

از باده چنان مست نگهدار مرا — کز بیخبری فنا شدم درد سری
ای سوخته سوخته سوختنی — وی آتش دوزخ از تو افروختنی
۴۸۸ تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن — حق را تو کجا و رحمت آموختنی
خوش باش که پخته اند سودای تو دی — ایمن شده از همه تمنای تو دی
۴۸۹ تو شاد بزی که بی تقاضای تو دی — داده ست قرار کار فردای تو دی
گر آمدنم بمن بدی نامدمی — ور نیز شدن بمن بدی کی شدمی
۴۹۰ به زان نبدی که اندرین عالم خاک — نه آمدمی نه شدمی نه بدمی
آدم چو صراحی بود روح چو می — قالب چو نی بود صدای دروی
۴۹۱ دانی چه بود آدم خاکی خیام — فانوس خیالی و چراغی در وی
ای چرخ همه خسیس را چیز دهی — گرمابه و آسیا و کاریز دهی
۴۹۲ آزاده بنان شب گروگان نهند — شاید که بر اینچنین فلک تیز دهی
هر کوزه گری بریز کردم گذری — از خاک همی نمود هر دم هنری
۴۹۳ من دیدم اگر ندید هر بیبصری — خاک پدرم بر کف هر کوزه گری
چون جنس مرا خاصه بد اندر ساقی — صد فصل ز هر نوع بر اندر ساقی
۴۹۴ چون وانگم بر سر خود باده دهد — در حلقه خودم در گذر اندر ساقی
ای دهر بکرده های خود مستغرقی — در خانقه چو دوستم معتکفی
۴۹۵ لعنت بکسان دهی و رحمت یکسان — زین هر دو برون نیست خری یا خرفی
پیوسته ز بهر شهوت نفسانی — این جان شریعت را ابهی رنجانی
۴۹۶ آنگاه شود آفت جان تو اند — آنها که تو در آرزوی ایشانی
ای آنکه خلاصه چهار ارکانی — بشنو سخنی از عالم روحانی
۴۹۷ دیوی و ددی و ملک و انسانی — با تست هر آنچه می نمائی آنی
خواهی که رسیده پی آرام شوی — مقبول قبول خاصه و عام شوی
۴۹۸ اندر پی افسوس ره چه و تو تنها — بدگوی مباش تا نکو نام شوی
ای چرخ چه کرده ام ترا است بگوی — پیوسته فگنده مرا در تگ و پوی
۴۹۹ نانم ندهی تا نبری کوی بکوی — آبم ندهی تا نبری آب ز روی
چندین غم بیهوده مخور شاد بزی — و اندر ره بیداد تو با داد بزی
۵۰۰ چون آخر کار این جهان نیستی است — انگار که نیستی و آزاد بزی

تمام شد

۴۵۶۱

تحسین پر سچلے مرد تھے تعلیم حسن انجمن کی تہذیب
انگریزی کورٹ شپ - بھگوں اور بغاوت دہلی
کا تمام حال غدر کے متعلق عشقیہ ناولوں میں
اعلیٰ قیمت .... عہ/

شاہد رعنا - دہلی کی ایک مسلمان تائب
طوائف کی سوانح عمری - بقلم خود - حسن و عشق
کی تصویریں قیمت .... عہ/

محبوبہ فرانس - ایک مہ جبین فرانس کی
نازنین کی دلچسپ کہانی - اوسی کی زبانی - دنیا
کے نشیب و فراز کے تجربے - آفتوں میں پھنسنا
مصیبتیں سہنا - لیکن عصمت کو ہاتھ سے نہ دینا
بالآخر استقلال کا ثمرہ پانا اور اپنے عاشق
صادق کے وصال کے مزے اٹھانا عہ/

جذبات نادر - قدرتی خیالات کا سرچشمہ
نیچرل جذبات کا لہراتا ہوا دریا - نئے رنگ
نئے ڈھنگ کی شاعری کا گلدستہ - حسین
خاص خاص نظمیں یہ ہیں - خواب نوشین - نظم
پروین - کتب بینی - پچھلے پہر کی کوئل - دریائے ہموار
کی جنگ - صبح و شام کیے ہیں وہ لوگ جنھیں شاعری
کا چسکا ہے آئیں اور اس خوان نعمت کا مزہ چکھیں
قیمت ۸/

فرانس کا شاہزادہ - حسین حملہ روم کپتان
جو ناس بحری قزاق زبردست غلاموں کا تاجر - ملکہ
مریم - سفیر فرانس - جنگ ڈیرا لیجر قلعے گونڈرا شہنشاہ
جیکب شاہزادی ملکہ النساء ہندوستان کے دار السلطنت
آگرہ - دربار شہنشاہ اکبر اعظم - ملکہ حسن سلطان دارا
رانا کا خون بہا - رانی پدم کی سہیلیاں - رانا کا قیدی

چتور کا سفر - سلطنت فرانس کا تاج - پاک محبت
کی ہو بہو تصویریں مسلمانوں - اور راجپوتوں کی
رزم بزم چشم دید واقعات - خدا کے کارخانے زمانہ
کی نیرنگیاں - گردش ایام کا الٹ پھیر پل میں بادشاہ
پل میں فقیر ہونے کا لطف نہایت دلکش پیرایہ میں
بیان کیے گئے ہیں قیمت .... عہ/

ذات شریف - ایک بیوقوف نوعمر نواب
زادے کا (جو الٰہی بقید حیات ہیں) ایک پردہ قاف
کی پری سے عشقبازی کرنا - ناول کے پیرایہ میں
سچی باتوں کا بیان قیمت عہ/

شریف زادہ - حسین دکھلایا ہے کہ کیونکر ایک
شخص محنت اور جانفشانی سے دنیا میں کامیابی
حاصل کرتا ہے اور فکر معیشت سے فارغ ہو کر اپنا
وقت دوسروں کی بھلائی میں صرف کرتا ہے - یہ ناول
نوجوان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ/

طرحدار لونڈی - آستین کا سانپ
ایک دولتمند مگر غافل گھر کا ڈھنگ اور سمجھدار اور
ہوشیار چالاک لونڈی کی چالاکیوں جائز و ناجائز
تدابیر ترقی کا خیال اور آخر کو پیشہ ور عورت بن کے
اپنی درست کر لینے اور اس غافل گھر کے مفلس
اور تباہ ہونے اور لونڈی کے ایک مقدمہ میں
پھنسکے جیلخانہ جانے کا حال حسن و عشق کی بولتی چالتی
تصویریں اگر آپ میاں بخشو اور بخیبا لونڈی
کی گفتگو پڑھ کے پھڑک نہ جائیں تو ہمارا ذمہ
علاوہ اسکے لکھنؤ کی محلات کی بول
بول چال - روزمرہ حسن بیان
قیمت .... عہ/

دفتر رسالۂ ناول ۔ امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین

عروس ہنرن ۔ فرانس کی ایک حسینہ و جمیلہ نپول فاتو کی (جسکی قسمت کو عشق نے ایک ڈاکو کی قسمت کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا) پرحسرت اور پراسرار سرگذشت ہے عجیب عجیب حیرتناک اور پراسرار واقعات ہین مختصر یہ کہ تین ناکامان محبت کی علیحدہ علیحدہ پراسرار سرگذشت ہے قیمت ...... عہ

شہزادہ سلیم کی وفاداری ۔ جسمین حسن و عشق کا ولولہ انگیز فسانہ عاشق مزاجون کے لیے لذیذ اور خوشگوار کھانا ۔ عورت ذات کی راستبازی ثابت قدمی ۔ اور اخلاقی جرأت مردانہ وار پند و نصائح کا خزانہ ملفوف ہے قیمت ...... عہ

بحری ڈاکو ۔ ایک نہایت ہی دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ہے جس سے زمانہ کی نیرنگیون کا بہت کچھ تجربہ حاصل ہو سکتا ہے قیمت ... عہ

رضیہ سلطانہ جسمین ہندوستان کی حسین ملکہ رضیہ سلطانہ اور ملک بختیار الدین کی معاملات کا تاریخی واقعہ نہایت دلفریب پیرایہ مین بیان کیا گیا ہے مصنفہ حضرت ریاض قیمت ۶ ر

کیفر کردار ۔ یہ ناول تیس برس کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ ہے عیاری عجائبات معیار عشق و شہوت عبرت ۔ ایک کتاب پانچ فائدے پر مذاق کے انسان کے لیئے دل لگی کے ساتھ وقت گذارنے کا مفید مصالح ۔ قیمت عہ

شادی و غم ۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ کا ایک دلکش واقعہ کا فوٹو جسمین اسلامی غیرت کیسا تھ ہی راجپوتون کے استقلال ۔ انکی بہادریون او نیز قومی حمیت کا پر ملال ہی انتہا درجہ کا دلچسپ ناول ہے عہ

لال بی بی ۔ اس ظریفانہ اور پرمذاق ناول مین عاشقانہ جذبات کے علاوہ علمی اور اخلاقی حکیمانہ فلسفیانہ مباحثے نہایت خوبی کیساتھ لکھے گئے ہین ۔ یہ ناول عاشقانہ جذبات سے نوجوان طبیعتون کو بھڑکانے والا نہین بلکہ عیاشی کے نتیجے تیز سین پیش کر کے تازیانہ کا کام دیتا ہے شاہد بازاری کے پوشیدہ راز کیمیا گرون کی دغابازی غرضیکہ نیرنگئے زمانہ کا آئینہ ہے ۔ قیمت عہ

ناخوانده مہمان ۔ اس سے زیادہ پرمذاق اور بہتر ناول آجتک انگریزی سے ترجمہ نہین ہوا فریبی اور بدمعاش عورتون کے ہتھکنڈے مطلب نکالنے کیوقت خاوند کو بھالی بنانے کی ترغیب نوجوان دوشیزہ لڑکیون کا عشق اور پھر کل نظیر واقعات کا اخلاقی نتیجہ ایک عجیب پیرایہ مین لکھا گیا ہے ۔ قیمت .... عہ

وفادار بی بی ۔ ایک یورپین لیڈی کی سچی وفاداری اور شوہر پرستی کا پورا پورا ثبوت ۔ کوتاہ اندیش شوہر کی ناواجب بدظنی ۔ مگر باوجود حد درجے کی مایوسیون کے بیوی کا پاکدامنی کو ہاتھ سے نہ دینا ۔ قیمت ۸

انار کلی ۔ ایک دلچسپ تاریخی فسانہ شمس النساء بیگم مشہور بہ انار کلی اور شاہزادہ سلیم یعنی شاہنشاہ جہانگیر کے عشق اور محبت کا درد انگیز حال ایک عجیب پیرایہ مین درج ہے ۔ قیمت ...... عہ

لیلا یا محاصرۂ غرناطہ جسمین مسلمانان اسپین کی آخری جنگ و جدل اور ہزیمت کے تاریخی واقعات دکھائے گئے ہین ۔ قیمت عہ

چالان پرت دوم

مورخہ سنہ ۱۹ء

بخدمت مہتمم صاحب خزانہ

مہربانی مبلغ روپیہ بابت ——————

جمع بعد —————— وصول فرمائیے

اگر کوئی تفصیل درج ہو تو ظاہر کیا جاوے | محاسب افسر محکمہ مع عہدہ

چالان

نمبر مورخہ

بخدمت مہتمم صاحب خزانہ

براہ مہربانی مبلغ

قابل جمع بعد ——————

(نوٹ) اگر کوئی تفصیل درج نہ کرنی ہو تو ظاہر کیا جاوے

چالان پرت دوم

مورخہ سنہ ۱۹ء

بخدمت مہتمم صاحب خزانہ

مہربانی مبلغ روپیہ بابت ——————

جمع بعد —————— وصول فرمائیے

اگر کوئی تفصیل درج ہو تو ظاہر کیا جاوے | محاسب افسر محکمہ مع عہدہ

چالان

نمبر مورخہ

بخدمت مہتمم صاحب خزانہ

براہ مہربانی مبلغ

قابل جمع بعد ——————

(نوٹ) اگر کوئی تفصیل درج نہ کرنی ہو تو ظاہر کیا جاوے